125

اخبار اقبالیات

مرتبہ: ڈاکٹر وحید عشرت

○ اقبال اکادمی پاکستان کی مجلسِ حاکمہ کا اجلاس ۱۲۷
○ اقبال اکادمی پاکستان ۱۲۹
پیش رفت (۱۹۹۷ء - ۱۹۹۹ء)
○ اقبال اکادمی کی مجلسِ حاکمہ کے دو ارکان کا انتخاب ۱۴۳
○ اقبال کے اردو کلام کی تسہیل ۱۴۳
○ شامِ اقبال۔ اقبال اکادمی کینیڈا کے زیرِ اہتمام ایک یادگار تقریب ۱۴۶
○ کینیڈا میں اقبال اکادمی کا قیام ۱۴۹
○ تاجکستان میں اقبال سوسائٹی کا قیام ۱۵۰
○ دوشنبہ، تاجکستان میں ۲۱ اپریل کو یومِ اقبال کی تقاریب ۱۵۱
○ ایران میں ہفتہ پاکستان کی تقریبات ۱۵۱
○ ڈھاکہ یونیورسٹی میں اقبال پر تحقیق کرنے والے کو ۱۵۱
گولڈ میڈل اور ایک لاکھ ٹکہ کا ایوارڈ۔
○ مراکش کے ممتاز سکالر کی پاکستان آمد ۱۵۲
○ ابراہیم عزالدین اور اسلامی فنونِ لطیفہ پر سیمینار ۱۵۲
○ ابراہیم عزالدین۔ حیات و آثار ۱۵۴

وفیات ۱۶۳
۱۔ شاہد حسین رزاقی
۲۔ میرزا ادیب

اقبالیات سے متعلقہ سرگرمیوں پر مشتمل "اخبار اقبالیات" کے لیے آپ بھی ہمارے ساتھ تعاون فرمائیں۔ اندرون ملک یا بیرون ملک کسی بھی ایسی سرگرمی، واقعات یا رپورٹ آپ کے علم میں ہو تو آپ اقبالیات کے مرتب کو اُس سے آگاہ فرمائیں۔ ہم اس کے لیے آپ کے شکر گزار ہوں گے۔ اخبار اقبالیات کا بنیادی مقصد اقبالیات سے دلچسپی رکھنے والوں کو پوری دنیا میں اس سلسلے میں ہونے والی سرگرمیوں سے آگاہ رکھنا ہے۔

مرتب

www.iqbalcyberlibrary.net All rights reserved. ©2002-2006

مجلس حاکمہ کا ۳۳واں اجلاس

اقبال اکادمی پاکستان کے ناظم محمد سہیل عمر نے مجلس حاکمہ میں ۱۹۹۷ء ۔ ۱۹۹۹ء دو سال پر مشتمل رپورٹ پیش کی ۔ اس رپورٹ کو سلائیڈز اور کمپیوٹر کی مدد سے دکھایا گیا اور تحریراً ایک دستاویز کی صورت میں تقسیم کیا گیا۔ جسٹس (ر) سردار محمد اقبال نے کہا کہ اکادمی کی تاریخ میں یہ پہلا موقع ہے کہ اسقدر مربوط اور جامع کارکردگی رپورٹ پیش کی گئی ہے ۔ اکادمی کی ان دو سالوں میں کامیابیاں قابل تعریف ہیں ۔ انہوں نے اکادمی کے ناظم محمد سہیل عمر کی تحسین کی جن کی محنت شاقہ سے اکادمی کو اپنے مقاصد کے حصول میں کامیابیاں حاصل ہوئیں اور اکادمی درست سمت میں آگے بڑھنے لگی ہے ۔ مجلس حاکمہ کے ارکان نے ناظم محمد سہیل عمر کو ہدایت کی کہ وہ اس رپورٹ کی کاپیاں اہم اداروں اور شخصیات کو بھجوائیں ۔ پریس اور میڈیا کو اس رپورٹ کا خلاصہ بھیجنے کی بھی سفارش کی گئی۔ مجلس حاکمہ نے ناظم اکادمی کو ہدایت کی کہ وہ مستقبل کی منصوبہ بندی کرتے ہوئے مندرجہ ذیل امور پر بھی توجہ دیں ۔

۱۔ مختلف صوبوں کی یونیورسٹیوں کے تعاون سے علاقائی سطح پر اقبال سیمیناروں اور کانفرنسوں کا انعقاد کریں ۔

۲۔ اقبال کے فارسی کلام کا اردو میں ترجمہ ۔

۳۔ "اقبال سخن کے آئینے میں" کا انگریزی ترجمہ

۴۔ زندہ رود کا انگریزی میں ترجمہ اور اس کی تلخیص کا انگریزی میں ترجمہ

۵۔ زندہ رود کا چینی زبان میں ترجمہ

۶۔ انتخاب کلام اقبال (اردو)

۷۔ انتخاب کلام اقبال فارسی

۸۔ اقبالیات کا ایک نمائندہ انتخاب

۹۔ کلیات نثر اقبال۔ ترجیحی بنیادوں پر مرتب کیا جائے

۱۰۔ کلیات باقیات اقبال شائع کیا جائے

سالانہ بجٹ ۱۹۹۹ء ۔ ۲۰۰۰ء کی منظوری

مجلس حاکمہ نے اکادمی کے ۱۹۹۹ء ۔ ۲۰۰۰ء کے بجٹ کی منظوری دی ۔ پے کمیٹی کے فیصلے کے تحت ملازمین کی تنخواہوں میں اضافے کی منظوری دی گئی۔

صدارتی اقبال ایوارڈ ۔ مسائل کی نشاندہی

قومی صدارتی اور بین الاقوامی صدارتی ایوارڈ کے سلسلے میں بعض پیش آمدہ مسائل سے مجلس حاکمہ کو آگاہ کیا گیا۔ مجلس حاکمہ نے مسائل کا تجزیہ کرتے ہوئے کہا کہ وزیر تعلیم کی صدارت میں سلیکشن کمیٹی ان تمام معاملات کا جائزہ لے کر مسائل کو حل کرے ۔

مجلس حاکمہ کو بتایا گیا کہ ۱۹۹۷ تک کا بین الاقوامی صدارتی اقبال ایوارڈ ڈاکٹر این میری شمل کو فروری ۱۹۹۹ء میں منعقدہ ایک خصوصی اجلاس میں دیا گیا۔ یہ ایوارڈ انھیں ان کی کتاب (Gabril'sWing) پر دیا گیا جو سونے کے میڈل اور پانچ ہزار امریکی ڈالر پر مشتمل تھا۔ جبکہ ۱۹۸۲ء کے آگے ایوارڈ پر کام کا آغاز ہو چکا ہے۔

قومی صدارتی ایوارڈ برائے ۸۷ ۔ ۱۹۸۵ء اور ۹۰ ۔ ۱۹۸۸ء ۹ نومبر ۱۹۹۸ء کو وزیر اعظم پاکستان جناب محمد نواز شریف کے دست مبارک سے دیا گیا جس کے لیے ایوان اقبال میں مرکزیہ مجلس اقبال کے تعاون سے تقریب منعقد ہوئی تقسیم ایوارڈ کی اس تقریب میں سینیٹر ڈاکٹر جاوید اقبال اور مجلس حاکمہ کے دیگر ارکان نے بھی شرکت کی یہ ایوارڈ سونے کے تمغوں اور ایوارڈز کی نقد رقوم پر مشتمل تھا۔

۱۔ پروفیسر محمد منور کو Dimensions of Iqbal پر سونے کا تمغہ اور بیس ہزار نقد

۲۔ ڈاکٹر محمد معروف کو Iqbal and his Contemporary Western Religious Thought پر سونے کا تمغہ اور بیس ہزار نقد

۳۔ محمد رفیق خاور مرحوم کو اقبال کا فارسی کلام پر سونے کا تمغہ اور چالیس ہزار روپے نقد

۴۔ پروفیسر افتخار صدیقی کو عروج اقبال پر سونے کا تمغہ اور چالیس ہزار روپے نقد

۵۔ عبدالمجید ساجد کو پنجابی کتاب اقبال دی حیاتی پر سونے کا تمغہ اور پچیس ہزار روپے نقد

۶۔ اختر حسین شیخ کو پنجابی کتاب سالکھنی اکھ پر سونے کا تمغہ اور پچیس ہزار روپے نقد دیئے گئے۔

۹۳۔ ۱۹۹۱ء کے اقبال ایوارڈ کا کام مکمل کر لیا گیا ہے جبکہ ۹۷۔ ۱۹۹۶ء کے ایوارڈ پر کام ہو رہا ہے۔

اقبال اکادمی پاکستان پیشرفت۔ ۱۹۹۹ء۔ ۱۹۹۷ء

مالیاتی امور

اقبال اکادمی پاکستان کے ناظم کی کوششوں کے نتیجے میں ان دو سالوں میں مالیاتی امور میں مندرجہ ذیل کامیابیاں ہوئیں۔

قومی اقبال ایوارڈ برائے ۹۸۔ ۱۹۹۷ء کی گرانٹ ۔ر ۲۱۹۰۰۰ روپے ریلیز کرائی گئی جو فنانس ڈویژن میں رکی ہوئی تھی۔ اس گرانٹ کے ضبط ہونے کا خدشہ پیدا ہو گیا تھا۔ اسی طرح ۹۷۔ ۱۹۹۶ء کے سال کے اقبال ایوارڈ کے فنڈ بھی جاری کرائے گئے ۔ ڈاکٹر جاوید اقبال اور جناب مجید نظامی صاحب نے ان فنڈز کی ریلیز میں ہماری بہت مدد کی۔

۱۹۹۹ء کے سال کے لیے حکومت کی متواتر گرانٹ کی منظوری کروائی گئی جو۔ر ۲۹۱۷۰۰۰ روپے ہے۔

اکادمی کے غیر ترقیاتی بجٹ کی منظوری ہوئی۔ر ۳۳۶۶۰۰۰ روپے ہے۔

اکادمی کے بجٹ برائے ۲۰۰۰ء۔ ۱۹۹۹ء کے لیے وفاقی حکومت نے ۳۶ لاکھ روپے منظور کیے جو ہماری توقع سے کم ہیں۔ ۹۹۔ ۱۹۹۸ء کے بجٹ کا خسارہ دور کرنے کے لیے تین لاکھ تریاسی ہزار روپے کی اضافی رقم بھی فراہم کی گئی ہے۔

حکومت پنجاب نے ڈاکٹر جاوید اقبال کی کوششوں کے نتیجے میں ترقیاتی اخراجات کے لیے دس لاکھ روپے کی اضافی گرانٹ عطا کی۔ جو طبع مکرر کے لیے خرچ کی جائے گی کیونکہ اکادمی کی اسی سے زیادہ کتب بازار میں دستیاب نہیں۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر شہزاد قیصر سیکرٹری تعلیم پنجاب نے کلیدی کردار ادا کیا۔ وزیر اعلی پنجاب میاں شہباز شریف صاحب کی خصوصی توجہ سے یہ رقم ملی۔

حکومت پنجاب اقبال اکادمی پاکستان کو اپنے حصے کے طور پر دو لاکھ پچاس ہزار روپے سالانہ گرانٹ عطا کرتی رہی ہے جو ماضی میں کم کر دی گئی ۔ محمد سہیل عمر ناظم کی کوششوں سے یہ

گرانٹ دوبارہ دو لاکھ پچاس ہزار روپے کر دی گئی۔ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف نے ڈاکٹر جاوید اقبال کی سفارش پر یہ گرانٹ دوبارہ بحال کر دی۔

اقبال اکادمی پاکستان کی لائبریری اقبالیات پر دنیا کی سب سے بڑی لائبریری ہے جہاں ۳۵ ہزار کے لگ بھگ اقبالیات، فلسفہ، مذاہب کا تقابلی مطالعہ، مذہب، نفسیات، تاریخ، فارسی ادبیات، اور اردو زبان و ادب پر کتب اور رسائل کا قابل قدر ذخیرہ ہے مگر اکادمی میں جگہ کی کمی کے ساتھ ساتھ جدید فرنیچر، لائبریری کے جدید آلات اور تحقیق کے سلسلے میں مناسب سہولتوں کی کمی ہے۔ وفاقی حکومت نے اسی کمی کو محسوس کرتے ہوئے اقبال لائبریری کے لیے ۱۵ لاکھ کی اضافی گرانٹ کی منظوری عطا کی ہے۔ اس سے لائبریری کو کمپیوٹرائزڈ کرنے اور جدید تحقیقی سہولتوں کی فراہمی میں مدد ملے گی۔ اقبالیات کی کتب، اقبال کی تصاویر، اقبال پر مقالات، اقبال آرکائیوز علامہ کے اصل مسودات یعنی بیاضیں اور خطوط محفوظ کرنے میں مدد ملے گی۔

اقبال اکادمی پاکستان کو انفاق فاؤنڈیشن کراچی کی طرف سے آلات تحقیق اور بعض ترقیاتی منصوبوں کے لیے بھی سالانہ اعانت موصول ہوتی رہتی ہے۔ اس سال دو لاکھ روپے کی مالی اعانت موصول ہوئی۔ جو ترقیاتی اخراجات پر خرچ کی گئی۔

اقبال اکادمی کی لائبریری کو کثیر اللسان لائبریری ڈیٹا بیس فراہم کرنے کے لیے اور اسے معیاری تحقیقی فورم بنانے کے لیے حکومت پنجاب نے بھی لائبریری کے لیے، ویب سائیٹ اور انٹرنیٹ کی سہولتوں کے لیے ہر سال گرانٹ دینے کا فیصلہ کیا ہے۔

ایوان اقبال میں اقبال اکادمی پاکستان کے آنے کے بعد بجلی، پانی اور ایرکنڈیشنگ اور دیگر اخراجات کے بل اقبال اکادمی کے ذمے چلے آرہے تھے۔ جو تیں لاکھ چون ہزار پانچ سو پینتالیس روپے بنتے ہیں۔ اس سلسلے میں ایک اضافی گرانٹ کا بجٹ بنا کر وفاقی حکومت کو ادائی کے لیے روانہ کر دیا گیا ہے۔

اقبال ویب سائیٹ کا ترقیاتی منصوبہ

اقبال اکادمی پاکستان ملک کا پہلا علمی ادارہ ہے جس میں اقبال ویب سائیٹ ڈیزائن کیا گیا اور اقبالیات کے فروغ کے لیے استعمال کیا گیا۔ اقبال اکادمی کی گورننگ باڈی اور وفاقی وزیر ثقافت شیخ رشید احمد اور جسٹس (ر) سردار محمد اقبال اور سینیٹر ڈاکٹر جاوید اقبال (نائب صدر) نے خصوصی طور پر اس میں دلچسپی کا اظہار کیا اس وقت علامہ اقبال کے بارے میں ویب سائیٹ سے معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں۔ محمد سہیل عمر نے اس سلسلے میں دن رات محنت کر کے مختلف اداروں اور ذرائع سے معلومات فراہم کرنے کے بعد یہ سائٹ تیار کی اب ویب سائیٹ کے دوسرے مرحلے پر علامہ کی تمام کتب، بیاضیں اور تصاویر بھی ویب سائیٹ پر لائی جائیں گی۔ اب انٹرنیٹ پر پوری دنیا میں علامہ اقبال کے بارے میں محققین کو معلومات دستیاب ہو جائیں گی۔

علامہ اقبال پر ٹیلی فلم

حکومت ایران اور حکومت پاکستان کے ایما پر خانہ فرہنگ ایران لاہور کے مالی تعاون سے اقبال اکادمی پاکستان نے علامہ اقبال پر ٹیلی فلم کے لیے بنیادی لوازمہ فراہم کر دیا ہے۔ اس سلسلے میں ایرانی کلچرل سنٹر میں ڈاکٹر جاوید اقبال کی صدارت میں متعدد اجلاس ہوئے جن میں لاہور کے ممتاز اقبال شناس اور پاکستان ٹیلی ویژن کے نمائندے شریک ہوتے رہے۔ علامہ اقبال پر ٹیلی فلم کے لیے بنیادی مواد فراہم کرنے کے لیے ڈاکٹر خورشید رضوی، ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی اور ڈاکٹر تحسین فراقی پر مشتمل ایک کمیٹی بنیادی لوازمہ کمیٹی تشکیل دی گئی جس نے محمد سہیل عمر ناظم اکادمی کے ساتھ مل کر اقبالیات پر کتب کا مطالعہ کیا اور حیات اقبال کے بارے میں مواد جمع کیا اس سلسلے میں سیالکوٹ کا بھی سفر کیا گیا۔ یہ بنیادی لوازمہ خانہ فرہنگ ایران کے سپرد کیا جا چکا ہے۔ ڈاکٹر جاوید اقبال اور پروفیسر محمد منور نے بھی اس لوازمہ کو منظور کیا۔ فلم کے دوسرے مرحلے پر کام جاری ہے۔

اقبال اکادمی کی نئی مطبوعات

۹۹۔ ۱۹۹۷ء کے عرصے میں اقبال اکادمی پاکستان نے ۲۶ کتب شائع کیں۔ ان میں تیرہ اردو زبان میں سات انگریزی میں ایک عربی میں اور تین فارسی میں ایک سرلیک (روسی رسم خط) اور ایک پنجابی زبان میں شائع ہوئی۔

اردو کتب۔

۱۔ فلسفے کے جدید نظریات ۔۲۔ اقبال چند نئے مباحث۔ ۳۔ اقبال اور بلوچستان ۔۴۔ سفرنامہ اقبال ۔۵۔ اقبال کی اردو نثر۔۶۔ اشاریہ اقبالیات ۔ ۷۔ ارمغان حجاز ۔ ۸۔ خطبات اقبال ایک نئے تناظر میں ۔ ۹۔ زبور عجم ۔ ۱۰۔ قرطاس اقبال ۔ ۱۱۔ اقبال اور قرآن ۔ ۱۲۔ اقبال کا فارسی کلام ۔ ۱۳۔ حیات اقبال ۱۴۔ اقبال سنون کے آئینے میں۔

انگریزی کتب

The Humanist ۔۱

Shikwah ۔۲

H. Purgstall ۔۳

That I May See and Tell ۔۴

Expostulation With Almeghty ۔۵

And Here the Twain did Meat ۔۶

فارسی کتب ۔

۱۔ ہرچہ گوید دید گوید ۔ ۲۔ قطرہ اشکی بر تربت اقبال ۔ ۳۔ شرق و غرب در کلام اقبال

روسی ۔

۱۔ اقبال نامہ تاجک

عربی ۔

حیات اقبال

پنجابی

زبور عجم

جرائد و رسائل ۔ اقبال اکادمی نے گذشتہ دو سالوں میں تین اردو اور پانچ انگریزی رسائل شائع کئے ۔ اقبال ریویو اپریل ۹۷, اکتوبر ۹۷, اپریل ۹۸, اکتوبر ۹۸, اور اپریل ۹۹

اقبالیات جولائی ۹۷, اقبالیات جولائی ۹۸, اقبالیات جنوری ۹۹

اقبال بچوں کے لیے

بچوں کے لیے کلیات اقبال کا ایک خصوصی ایڈیشن مرتب کروایا گیا جس میں مشکل الفاظ کے مختصر معانی و تشریح درج ہو گی ۔ بچوں کے لیے اقبالیات کے موجودہ ذخیرے کا تجزیہ کیا جا رہا ہے اقبال ۔ بچوں کے لیے ایک کتاب لکھوانے کا منصوبہ مرتب ہو رہا ہے ۔

اکادمی کے نئے منصوبے

اقبال اکادمی پاکستان اقبالیات میں تحقیق کے لیے تیزی اور بہتری کے لیے سب سے پہلے علامہ اقبال کی شعری اور نثری تحریریں شائع کرنے پر توجہ دے رہی ہے ۔ نائب صدر اکادمی سینٹر ڈاکٹر جاوید اقبال کی رہنمائی میں مندرجہ ذیل نئے منصوبے اشاعت کے لیے تیار کئے جا رہے ہیں ۔

۱۔ علامہ کے تمام اردو کے شعری مجموعوں پر مشتمل کلیات اقبال (اردو) کی اشاعت مکرر

۲۔ علامہ اقبال کے فارسی کلام کی کلیات اقبال (فارسی) کے عنوان سے اشاعت مکرر

۳۔ علامہ اقبال کے اردو کلیات کی حواشی اور فرہنگ کے ساتھ اشاعت

۴۔ علامہ اقبال کے فارسی کلیات کی حواشی اور فرہنگ کے ساتھ اشاعت

۵۔ کلیات باقیات اقبال (اردو) کی اشاعت

۶۔ کلیات باقیات اقبال (فارسی) کی اشاعت

۷۔ علامہ اقبال کے انگریزی تراجم پر مشتمل کلیات کی اشاعت

اس کے علاوہ اقبال پر اہم کتب کی اشاعت مثلاً تسہیل کلام اقبال (فارسی) اور اردو، کلیات کلام اقبال (عربی تراجم) اقبال اور گوئٹے، اقبال پر تاجکستان، مراکش، ملائیشیا، ناروے، موریطانیہ اور ایران میں کانفرنسوں کی منصوبہ بندی۔ زندہ رود کی انگریزی، روسی بنگالی اور چینی زبان میں ٹرانسلیشن، اقبال کے شعری اور نثری کام کا ڈیٹا بیس تیار کرنا اسی طرح ماہرین اقبالیات کا ڈیٹا بیس

اقبال اکادمی پاکستان کے زیر اہتمام ملکی اور بین الملکی سطح پر علامہ پر لیکچر، مباحث اور انٹرویوز کا اہتمام کیا جائے گا۔ عطیات کتب و رسائل، علمی معاونت کے ملکی اور بین الاا لملکی سطح پر منصوبے۔

منصوبہ بندی، منصوبے اور تصورات

۱۔ اقبال اکادمی کے ریسرچ انوسٹیگیٹر احمد جاوید کلیات اقبال کی فرہنگ اور حواشی لکھ رہے ہیں بانگ درا کی فرہنگ اور حواشی مکمل کر چکے ہیں جبکہ بال جبریل بھی نصف سے آگے تک لکھی جا چکی ہے۔

۲۔ اقبالیات معارف کے نام سے سات جلدوں میں محمد سہیل عمر مرتب کر چکے ہیں اس میں دارالمصنفین کے رسالے معارف میں اقبال پر شائع ہونے والے مقالات جمع کئے گئے ہیں۔ جن کا عرصہ ۱۹۰۰ء سے ۱۹۸۸ء کے عرصے پر محیط ہے۔

تراجم

۱۔ ڈاکٹر وحید عشرت نے علامہ اقبال کے انگریزی خطبات کا ترجمہ مکمل کیا جو قسط وار اقبالیات میں شائع ہو رہا ہے۔ اب تک چھ خطبے شائع ہو چکے ہیں۔

۲۔ محمد اصغر نیازی نے زندہ رود کی کتابیات اور حواشی کا انگریزی میں ترجمہ کیا۔

۳۔ محمد اصغر نیازی ڈاکٹر این، میری شمل کے انگریزی مقالات کا اردو میں ترجمہ کر رہے ہیں

ترتیب و تدوین، اشاریہ سازی

۱۔ پروفیسر محمد منور کی کتاب Iqbal on Human Perfection کی تدوین محمد سہیل عمر نے کی۔

۲۔ تسہیل زبور عجم از ڈاکٹر محمد اقبال احمد کی پڑتال کا کام ڈاکٹر وحید عشرت نے کیا۔

۳۔ پروفیسر محمد منور کی کتاب قرطاس اقبال کی ترتیب، تدوین کا کام انور جاوید نے مکمل کیا۔ کتاب چھپ چکی ہے۔

۴۔ یاسمین رفیق کے اشاریہ کلام اقبال اردو کی پڑتال پروف خوانی اور اصلاح کا کام انور جاوید نے ایک سال سے زیادہ عرصے میں مکمل کیا۔

اقبال آرکائیوز پراجیکٹ

۱۔ علامہ اقبال کی تمام دستیاب تصاویر کو اکٹھا کیا گیا۔ ان کی سن وار ترتیب لگائی گئی اور کیپشن تیار کیے گئے یہ کام محمد سہیل عمر اور ڈاکٹر وحید عشرت نے کئی دن کی لگاتار محنت سے کیا جبکہ ان کو محفوظ کرنے کے لیے خصوصی کیٹلاگ بنوائے گئے ان کی سکیننگ اور ڈیٹا بیس میں تیاری کا کام محمد سہیل عمر نے کیا جسے اگلے سال میں مکمل کیا جائے گا۔

اقبال کے خطوط

علامہ اقبال کے خطوط اردو اور انگریزی کو جمع کرنے، مزید کی دریافت، درجہ بندی کیٹلاگ تیار کرنے اور ڈیٹا بیس میں محفوظ کرنے کا کام ۷۰ فیصد تک مکمل ہو چکا ہے باقی کام اگلے مالی سال میں مکمل ہو گا۔ محمد سہیل عمر اور اکرام چغتائی نے اس منصوبہ پر کام کیا۔

آڈیو کے منصوبے

محمد سہیل عمر صاحب نے کلیات اقبال (اردو) کے آڈیو کیسٹ کو اقبال اکادمی میں ویب سائٹ اور C.D میں تبدیل کیا نیز اسے DAT فارسٹ میں تیار کیا گیا ہے۔

خطوط، فوٹوگراف آرکائیوز

محمد سہیل عمر نے علامہ اقبال کی تمام دستیاب کتب کو سن وار اکٹھا کر کے انہیں محفوظ کرنے، اس کی کیٹلاگ تیار کرنے اور جملہ کوائف کو ڈیٹا بیس میں تبدیل کیا۔ ان کی سکیننگ بھی کی جائے گی۔ اسی طرح علامہ کے اردو، انگریزی خطوط، علامہ کی بیاضوں اور دیگر دستاویزات کو بھی ڈیٹا بیس میں محفوظ کیا گیا ہے۔

آڈیو آرکائیوز

محمد سہیل عمر اور ارشاد الجیب (منصرم اقبال اکادمی) نے اقبال اکادمی اور دوسرے اداروں کے آڈیو جمع کیے۔ محمد سہیل عمر نے ان کی کیٹلاگنگ، ان کو ڈیٹابیس میں تبدیل کرنے اور ویب میں لانے کا کام کیا۔

اقبال لائبریری کے ترقیاتی منصوبے

اقبال لائبریری کے لیے کثیرا للسان ڈیٹابیس تیار کیا جا رہا ہے۔ اکادمی کی لائبریری کے لیے مرکزی اور صوبائی حکومتوں اور دوسرے اداروں سے فنڈز حاصل کیے جا رہے ہیں۔ محدود مالی حالات کے باوجود اکادمی کے لیے کتب خریدیں گئیں اور نئے ریکس بنوائے گئے ونڈو بیس ڈیٹابیس برائے ریکارڈ، ماہرین اقبالیات کا ڈیٹابیس، ویب سائیٹ، فلم اور اقبال کے مقالات کو کمپیوٹر میں فیڈ کرنے کا منصوبہ تیار کیا جا رہا ہے۔

منصوبے۔ جو دوسرے اسکالرز کی مدد سے مکمل ہوئے۔

اقبال اکادمی پاکستان نے بعض نہایت اہم فنی نوعیت کے تحقیقی کاموں کے لیے دوسرے اسکالر حضرات سے بھی مدد لی

۱۔ ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی، کتابیات اقبال کے نئے ایڈیشن پر کام کر رہے ہیں

۲۔ ڈاکٹر تحسین فراقی نے اقبال نامہ حصہ اول و دوم کا متن تصحیح کے بعد دے دیا ہے اور وہ حواشی مکمل کر رہے ہیں

۳۔ محمد اکرام چغتائی اقبال آرکائیوز کا کام مکمل کر چکے ہیں

۴۔ محمد اکرام چغتائی اقبال اور گوئٹے کے منصوبے پر کام کر رہے ہیں

۵۔ ڈاکٹر صابر کلوروی نے کلیات باقیات اقبال کا کام مکمل کر دیا ہے۔

۶۔ پروفیسر سعید شیخ Development of Meta Physics in Persia کی تدوین کام کر رہے ہیں جیسا کہ انہوں خطبات کا کام کیا تھا

اقبال کے مسودات و مخطوطات

علامہ اقبال کے مسودات و مخطوطات اور دستاویزات انگریزی کو جمع کرنے، ان کو محفوظ کرنے ان کی درجہ بندی کیٹلاگنگ اور اشاریہ سازی و حواشی کا کام محمد سہیل عمر اور محمد اکرام چغتائی نے مکمل کیا ان کا ڈیٹابیس بھی تیار کیا جا رہا ہے ۵۰ فیصد کام مکمل ہے باقی اگلے مالی سال میں مکمل کیا ہو گا۔

دستاویزات و مقالات

علامہ اقبال کی بعض نادر دستاویزات مثلاً اسناد وغیرہ اور مقالات کو جمع کرنے ان کے کیٹلاگ تیار کرنے، ان کی سکیننگ اور انہیں ڈیٹابیس میں تبدیل کرنے کا کام محمد سہیل عمر نے کیا جبکہ محمد اکرام چغتائی نے معاونت کی۔ اس کا بھی ۵۰ فیصد کام مکمل ہے باقی اگلے مالی سال میں مکمل ہو جائے گا۔

وڈیو آرکائیوز

علامہ اقبال پر بننے والی فلمیں، ٹیلی فلم اور دستاویزی فلموں کو جمع کیا گیا یہ کام محمد سہیل عمر اور ارشاد الجیب نے کیا ان کو بھی ڈیٹابیس اور ویب میں تبدیل کیا گیا۔

آرکائیوز منصوبے

۱۔ اقبال آرکائیوز ۔ محمد اکرام چغتائی آرکائیوز کے منصوبے پر کام کر رہے ہیں۔ اقبال اکادمی کی لائبریری سے اقبال آرکائیوز کا تمام کام مکمل کیا جائے گا۔ اس کی سکیننگ کرائی جائے گی فوٹو کاپیاں تیار ہوں گی۔ درجہ بندی اور کیٹلاگ تیار ہوگی۔

۲۔ اردو سائنس بورڈ میں موجود اقبال سے متعلق مواد کو جمع کیا جائے گا اور اس کی سکیننگ درجہ بندی اور کیٹلاگ تیار ہوگی۔

۳۔ رفعت سلطانہ کے ذخیرے سے جو پنجاب پبلک لائبریری میں محفوظ ہے فوٹو کاپیاں حاصل کر کے ان کی بھی سکیننگ ہوگی۔

۴۔ اقبال میوزیم جاوید منزل سے اس تمام مواد کو حاصل کر لیا گیا ہے جو وہاں موجود تھا اگلے مالی سال میں اس کی بھی درجہ بندی اور محفوظ کرنے کا کام ہوگا۔

۵۔ نیشنل میوزیم کراچی میں علامہ کے خطوط اور دوسری اشیا پر کام ہوگا

۶۔ اقبال منزل سیالکوٹ سے بھی علامہ اقبال آرکائیوز حاصل کی جا چکی ہیں۔

۷۔ اسلامیہ کالج سول لائنز میں علامہ کی کتب زیر مطالعہ کتب اور حواشی جو علامہ نے لکھے حاصل کیے جا رہے ہیں۔

ملٹی میڈیا منصوبے

۱۔ اقبالیات کے محققین کا ڈیٹابیس

اقبالیات کے محققین کا ایک جامع ونڈو بیس ڈیٹابیس ریکارڈ تیار کیا جا رہا ہے۔ جس کا اولین نمونہ تیار کر لیا گیا ہے۔ جبکہ اس کا اندراج اور درجہ بندی ہو رہی ہے۔ محمد سہیل عمر کمپیوٹر کے ذریعے یہ کام سرانجام دے رہے ہیں۔

۲۔ ویب سائیٹ

الگ ذکر موجود ہے نگرانی محمد سہیل عمر

۳۔ اقبال پر ٹیلی فلم الگ ذکر کیا جا چکا ہے نگرانی محمد سہیل عمر

۴۔ کلیات اقبال ۔ علامہ اقبال کے خطبات پر استفسارات اور تحقیق کا پائیلٹ منصوبہ مکمل، نگرانی محمد سہیل عمر

۵۔ ویب سائیٹ حصہ دوم

اقبال اکادمی کے ویب سائیٹ پر متن، زبان، آواز، استفسارات وغیرہ کو منتقل کرنے کا کام کیا جارہا ہے جو سن دو ہزار کے ابتدا میں مکمل ہو جائے گا۔

دوسرے اداروں کی اعانت سے تیار کیے گئے منصوبے

۱۔ کلیات اقبال ۔ بی سی سی آئی فاونڈیشن کے چار طلبا جن کا تعلق سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی سے ہے۔ وہ اقبال کے تمام کام کا ڈیٹابیس تیار کر رہے ہیں محمد سہیل عمر کی معاونت اور رہنمائی انہیں حاصل ہے۔

۲۔ ایشیا کی نشاۃ ثانیہ کا منصوبہ

انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی ریسرچ نے ایشیا کی نشاۃ ثانیہ کے عنوان کے تحت ملائیشیا میں کئی انٹرنیشنل کانفرنس منعقد کیں جن میں ایک کانفرنس اقبال اکادمی پاکستان کے تعاون سے علامہ اقبال پر کانگرس منعقد ہوئی ۔ محمد سہیل عمر نے اس میں شرکت کی ۔ نمائش کتب علامہ کے خطوط، تصاویر اور کئی دستاویزات کی نمائش ہوئی ۔ مصور اقبال اسلم کمال کی پینٹنگز کی بھی اکادمی کے توسط سے نمائش ہوئی۔

۳۔ Poems Form Iqbal کی اشاعت

وکٹر کرنان کی کتاب Poems From Iqbal کی اشاعت کافی عرصہ سے ناپید تھی اب آکسفورڈ یونیورسٹی پریس کے تعاون سے شائع کی جارہی ہے۔

۴۔ کتب اقبالیات کی مشترکہ طباعت

کراچی کے معروف ادارے فضلی سنز کے تعاون سے اکادمی کی اقبالیات پر کتب کا منصوبہ بنایا گیا ہے اور دونوں ادارے آپس میں معاہدہ کر چکے ہیں۔

۵۔ علامہ اقبال کی جملہ تخلیقات کی اشاعت کا منصوبہ

لاہور کے ایک ممتاز اشاعتی ادارے نقوش پریس کے تعاون سے اولین سطح پر علامہ اقبال کے اردو، فارسی، کلیات، باقیات اقبال، تراجم اور تحریریں، تقریریں بیانات اور دیگر مقالات شائع کرنے کا معاہدہ طے کیا گیا ہے۔

فروخت میں اضافہ

ساونڈ وزن شکاگو امریکہ کے تعاون سے امریکہ اور یورپ میں اقبال اکادمی کی کتب کی فروخت کا معاہدہ کیا گیا ہے۔ جو کامیابی سے چل رہا ہے۔

و یب سائیٹ فیرون

گولڈن جوبلی سیل اسلام آباد کے تعاون سے اقبال کی و یب سائیڈ کا کام مکمل کیا گیا۔

۸۔ اقبال پر ٹیلی فلم، کتب اور جرائد

لاہور کے ایرانی کلچر سنٹر (خانہ فرہنگ ایران لاہور) کے مالی اشتراک اور تعاون سے علامہ اقبال پر ٹیلی فلم کی تیاری کا ابتدائی مرحلہ مکمل ہو گیا ہے اس کے علاوہ فارسی کتب و رسائل کی اشاعت میں بھی معاونت جاری ہے۔ قطرہ اشکی بر تربت اقبال اور شرق و غرب در کلام اقبال شائع کی گئی ہے۔

۹۔ ابراہیم عزالدین اور اسلامی آرٹ

مراکش کے ایک ادارے الموسامات المراکشیہ کے تعاون سے مئی ۱۹۹۹ء میں ایک انٹرنیشنل کانفرنس کا مراکشیہ میں اہتمام کیا گیا۔

۱۰۔ ملا صدرا بین الاقوامی کانگرس

اقبال اکادمی پاکستان نے ایران کی فلسفہ اکادمی کی ملا صدرا بین الاقوامی کانگرس کے تہران میں انعقاد میں معاونت کی جو مئی ۱۹۹۹ء میں منعقد ہوئی اقبال اکادمی پاکستان سے نائب ناظم ڈاکٹر وحید عشرت نے شرکت کی اور مسلم نظریہ علم۔ صدرا اور اقبال کے فلسفے کے تناظر میں مقالہ لکھا۔

۱۱۔ ایشیا کی نشاۃ ثانیہ۔ جمال الدین افغانی کانفرنس

اقبال اکادمی پاکستان نے آئندہ منعقد کی جانے والی سید جمال الدین افغانی کانگرس کے لیے موضوعات اور کتابیات کی تیاری میں مدد کی جو سن ۲۰۰۰ء میں کوالالمپور ملائیشیا میں منعقد ہو گی۔

۱۲۔ ایشیا کی نشاۃ ثانیہ۔ رابندر ناتھ ٹیگور

اقبال اکادمی پاکستان نے ٹیگور اور اقبال پر کتابیات مرتب کر کے ملائیشیا کو فراہم کی

۱۳۔ عالمی بلال کانفرنس

انٹرنیشنل بلال فورم سن ۲۰۰۰ء میں حضرت سیدنا بلال پر ایک عالمی کانفرنس کا انعقاد کر رہا ہے اس کے لیے منصوبہ بندی اکادمی نے کر کے دی۔

۱۴۔ اقبالیات (ترکی) (تبادلہ)

اقبال اکادمی پاکستان نے اقبال ریویو اقبالیات نہ صرف اردو، انگریزی، عربی اور فارسی میں شائع کیا بلکہ ترکی میں بھی اقبالیات شائع کیا۔ سائنس اینڈ آرٹ سوسائٹی استنبول ترکی کے تعاون سے اس کی تقسیم کا منصوبہ مرتب ہو رہا ہے

مختلف حضرات کی شخصی معاونت

۱۔ کلیات اقبال (اردو) کے بچوں کے لیے حواشی

جناب شفیق ناز کی مالی اعانت سے بچوں کے لیے کلیات اقبال (اردو) کے حواشی اور مشکل مقامات کی آسان تشریح کا کام مکمل کرایا گیا جو زیر اشاعت ہے۔

۲۔ اقبال اور قرآن کی اشاعت

محترم پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان (حیدر آباد، سندھ) کی مالی اعانت سے اس کا نیا ایڈیشن شائع کیا گیا۔

۳۔ جبرئیل ونگ (انگریزی) کی اشاعت

ڈاکٹر این۔ میری شمل کی بین الاقوامی صدارتی اقبال ایوارڈ یافتہ کتاب کے نئے ایڈیشن کی اشاعت کے سلسلے میں جناب شفیق ناز سے معاونت حاصل کی گئی ہے۔

۴۔ بانگ درا کا انگریزی ترجمہ

محترم ڈاکٹر ایم اے کے خلیل (کینیڈا) نے بانگ درا کا انگریزی میں حواشی کے ساتھ ترجمہ کیا جسے ان کے ہی مالی تعاون سے اکادمی نے شائع اور فروخت کیا۔

۵۔ سفرنامہ اقبال

جناب حمزہ فاروقی (کراچی) اقبال اکادمی پاکستان کے تاحیات رکن کی کتاب سفرنامہ اقبال ان کے مالی تعاون سے شائع ہوئی

۶۔ اقبال اور بلوچستان

ڈاکٹر انعام الحق کوثر صاحب (کوئٹہ) کے مالی تعاون سے ان کی کتاب اقبال اور بلوچستان کا نیا ایڈیشن شائع ہوا۔ ڈاکٹر کوثر صاحب بھی اکادمی کے تاحیات رکن ہیں۔

آئندہ کی منصوبہ بندی

۱۔ اقبال اکادمی پاکستان مستقبل میں اپنے ۲۸ نئے منصوبوں کو ترتیب دے رہی ہے۔

۲۔ ۳۵ کے قریب منصوبے ابھی اپنی ابتدائی سطح پر مرتب ہو رہے ہیں۔

بیرون اکادمی سرگرمیاں

۳۔ گیارہ عالمی کانفرنسوں کا انعقاد

۴۔ سات قومی سطح پر کانفرنسوں اور سیمیناروں کا انعقاد

۵۔ چین، انڈونیشیا، کینیڈا، تاجکستان، یورپ، مصر، بلجیم، ترکمانستان، بنگلہ دیش، ہنگری اور کرغستان میں منصوبے

۶۔ بیس بین الاقوامی نمائشیں اور سولہ قومی نمائشیں منعقد کی گئیں جن میں

۱۔ اکادمی کی کتب کی نمائش

۲۔ اقبال اکادمی کے جرائد کی نمائش

۳۔ علامہ اقبال کی کتب کے قومی اور دوسری بین الاقوامی زبانوں میں تراجم

۴۔ علامہ اقبال کی بیاضیں، کتب، مخطوطات اور دستاویزات اور علامہ کی کتب کے اولین ایڈیشن رکھے گئے۔

۵۔ علامہ اقبال کے انگریزی اور اردو اصل خطوط رکھے گئے۔

۶۔ علامہ اقبال کی تصاویر کی نمائش

۷۔ اسلم کمال کی پینٹنگ اور اشعار کی تشریحات پر مبنی چیزوں کی نمائش۔

۸۔ کلام اقبال کے آڈیو کیسٹ اور وڈیو کیسٹوں کی نمائش۔

تحقیقی رہنمائی

۱۔ بین الاقوامی سطح کے تین محققین کو سہولتیں فراہم کی گئیں اور علمی معاونت فراہم کی گئی۔

۲۔ ۷۴ افراد کو پی ایچ ڈی، ایم فل (اقبالیات) اور ایم اے کی سطح پر موضوعات کے انتخاب، مقالہ کے خاکوں کی تیاری اور تحقیق میں رہنمائی

۳۔ ۴۸۳ افراد نے اکادمی کے شعبہ ادبیات سے تحقیق میں رہنمائی حاصل کی۔

استفسارات

۱۔ شعبہ ادبیات کی طرف سے علامہ اقبال کے اشعار، فلسفے اور دیگر علمی موضوعات پر پانچ ہزار استفسارات کے جوابات دیے گئے۔

۲۔ دوسرے ممالک اور اندرون ملک اہل تحقیق اور لائبریریوں کو عطیات کتب و رسائل۔ کیسٹ، تصاویر، مقالات اور کتب کی فوٹو کاپیاں بہت بڑی تعداد میں فراہم کی گئیں۔

اقبال اکادمی پاکستان سے دوسرے ممالک کے اداروں کا الحاق

۱۔ اقبال اکادمی کینیڈا نے اقبال اکادمی پاکستان سے الحاق کیا

۲۔ اقبال سوسائٹی تاجکستان نے اپنے قیام کے ساتھ ہی اقبال اکادمی پاکستان سے الحاق کیا۔

مالی معاونت

اپنے محدود وسائل کی بنا پر اقبال اکادمی پاکستان کسی سکالر کو مالی اعانت فراہم نہ کر سکی البتہ چیئرمین سینٹر جناب وسیم سجاد کی طرف سے فراہم کردہ گرانٹ سے پروفیسر ایوب صابر کو ان کے تحقیقی کام اور دورہ برطانیہ کے لیے رقم فراہم کی گئی۔

اکادمی کی رکنیت

۱۔ ۱۱۳ اہل علم حضرات نے اقبال اکادمی پاکستان کی تاحیات رکنیت حاصل کی۔

۲۔ اٹھارہ افراد نے سالانہ رکنیت حاصل کرنے کا اعزاز پایا۔

مہمانوں کی پذیرائی

پاکستان اور بیرون ملک سے سو سے زائد حضرات اکادمی تشریف لائے اور انہوں نے رابطے کی خواہش کا اظہار کیا انہیں کتب اور رسائل عطیہ کیے گئے۔

اقبال لائبریری کی خدمات

۱۔ اقبالیات اور دیگر عصری مسائل پر اخبارات و رسائل سے تراشہ جات

۲۔ مختلف موضوعات پر کتابیات

۳۔ ریڈر انفرمیشن سروس

۴۔ لائبریری آٹومیشن

۵۔ مختلف موضوعات پر اشاریوں اور فہرستوں کی تیاری

۶۔ مطالعہ کے لیے سکالروں کو کتب و رسائل کی فراہمی برائے مطالعہ

۷۔ ملکی و غیر ملکی اداروں اور افراد کو بنیادی تحقیقی مواد کی فراہمی

۸۔ خط و کتابت

۹۔ تبادلہ کتب و رسائل

۱۰۔ نئی کتب کی خرید

۱۱۔ کلپنگ سروس

۱۲۔ مختلف رسائل اور اخبارات سے اقبال پر مضامین اکٹھے کرنا

۱۳۔ دوسری لائبریری سے ادھار کتب و رسائل منگوانا

۱۴۔ دوسرے ہنگامی کام جو ناظم صاحب یا نائب ناظم (ادبیات) کی طرف سے تحقیقی ضرورت کے تحت نکل آئیں۔

اکادمی کی کتب کی فروخت

۱۔ ناظم صاحب نے اکادمی کی کتب کی فروخت بڑھانے کے لیے سیل پروموشن کمیٹی قائم کی جن میں ڈاکٹر وحید عشرت، محمد رشید اور مختار احمد شامل تھے۔ جنہوں نے بازار سے سروے کر کے اکادمی کی سیل بڑھانے کے لیے تجاویز دیں۔

۲۔ مختلف مواقع اور مقامات پر اکادمی کی کتب کی فروخت کے لیے سٹال لگائے گئے ارشاد الحبیب اور سید شوکت علی کی نگرانی میں عملے نے بہت محنت کی۔

۳۔ ان اقدامات کے نتیجے میں ۹ لاکھ اٹھائیس ہزار دو سو ستاسٹھ روپے کی ریکارڈ سیل ہوئی جو اس سے قبل کبھی نہ ہوئی تھی۔ ناظم، نائب ناظم (ادبیات) کی اپنی ذاتی علمی و ادبی سرگرمیوں کی ایک مفصل روداد ہے جو انہوں نے ملکی، غیر ملکی کانفرنسوں میں مقالات پیش کرنے اور لیکچر دینے اور ملکی رسائل میں مقالات شائع کرنے کی صورت میں انجام دیں اور قومی اور بین الاقوامی سطح پر اکادمی کی نمائندگی کی۔

اقبال اکادمی کی مجلس حاکمہ کے دو اراکین کا انتخاب

اقبال اکادمی کی مجلس حاکمہ کے دو اراکین کا انتخاب اقبال اکادمی کے تاحیات اراکین میں سے ہوتا ہے جو تین سال کے لیے بربنائے انتخاب رکن قرار پاتے ہیں۔ سال ۱۵ اگست ۱۹۹۹ء سے

اقبال اکادمی پاکستان کی مجلس حاکمہ کے انتخاب کے نتیجے میں ممتاز محقق، استاد، مقتدرہ قومی زبان کے سابق صدر نشین اور سابق ناظم اقبال اکادمی ڈاکٹر وحید قریشی اور جامعہ پنجاب شعبہ اردو کے ایسوسی ایٹ پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی منتخب ہوئے جو ممتاز ماہر اقبالیات بھی ہیں۔ مقابلہ میں چیف جسٹس (ر) سردار محمد اقبال، پروفیسر محمد منور اور ڈاکٹر محمد معروف نے بھی حصہ لیا۔ تینوں موخر الذکر حضرات اقبال اکادمی کی مجلس حاکمہ کے رکن رہ چکے ہیں ان میں چیف جسٹس (ر) سردار محمد اقبال اور پروفیسر محمد منور کی فروغ اقبالیات میں خدمات یادگار ہیں۔

اقبال کے اردو کلام کی تسہیل

شعر اقبال کی تفہیم میں سہولت پیدا کرنے کے لیے اکیڈمی ان کے تمام فارسی مجموعوں کی تسہیل کروا چکی ہے۔ اس منصوبے کا اگلا مرحلہ یہ ہے کہ علامہ کے اردو کلام کو بھی ایسے قارئین کے لیے سہل کر دیا جائے جو شاعری کا عمومی ذوق تو رکھتے ہیں مگر اس کی فکری، جمالیاتی اور فنی جہتوں کو گرفت میں لینے کی استعداد سے پوری طرح بہرہ مند نہیں ہیں۔ اس کے علاوہ اقبال کی شاعری کی مخصوص حیثیت کا یہ تقاضا بھی ہے کہ اسے ان لوگوں تک بھی پہنچایا جائے جو شعر سے ذوقی تعلق رکھتے ہیں نہ ذہنی۔ شعر فہمی کے لیے درکار ایک خاص طرز احساس اور ذہنیت کے فقدان کے باوجود، عام لوگوں میں ان مقاصد کے لیے ایک ذہنی اور جذباتی قبولیت بہرحال پائی جاتی ہے، جن کی نشان دہی اور حصول کے لیے علامہ نے شاعری سے بھی کام لیا تھا۔ تسہیل میں ان دونوں طبقات کے حدود اور ضروریات کو نظر میں رکھنا ہو گا۔ مزید براں یہ بھی ضروری ہے کہ تسہیل کا ایسا اسلوب تلاش کیا جائے جو شعر کا مطلب بھی سمجھا دے اور اس کے تخلیقی محاسن کو بھی جہاں تک ممکن ہو، منکشف کر دے۔ یعنی معنی بھی واضح ہو جائیں اور اظہار کا حسن بھی پوشیدہ نہ رہے۔ اس سلسلے میں ہمارے پیش نظر یہ ہے کہ:

۱۔ اقبال کے پورے کلام کو اس کے معنوی حدود میں رہتے ہوئے تخلیقی نثر میں ڈھال دیا جائے تاکہ پڑھنے والوں کو ان کی شاعرانہ عظمت کا بھی کسی قدر ادراک ہو جائے۔ کیونکہ اس شاعری کا بڑا حصہ جس پیغام پر مشتمل ہے، وہ محض دماغ کے لیے نہیں ہے، اس کا اصلی مخاطب دل ہے جو کلام کے حسن اور جذبے کی حرارت سے متاثر ہوتا ہے لہٰذا تسہیل کے اس انداز سے کلام اقبال کی حقیقی تاثیر کا دروازہ کسی حد تک کھل جائے گا جو ہمارا" ایک بڑی کامیابی ہو گی۔

۲۔ مشکل الفاظ، اصطلاحات، تلمیحات وغیرہ کو نہایت اختصار اور

سادگی کے ساتھ کھولا جائے گا۔ اس کے لیے تسہیل ہی کے صفحے پر ایک الگ کالم بنایا جائے گا۔

شیکسپیئر

شفق صبح کو دریا کا خرام آئینہ
نغمہ شام کو خاموشی شام آئینہ
برگ گل آئنہ عارض زیبائے بہار
شاہد مے کے لیے حجلہ جام آئینہ
حسن آئینہ حق اور دل آئینۂ حسن
دل انساں کو ترا حسن کلام آئینہ
ہے ترے فکر فلک رس سے کمال ہستی
کیا تری فطرت روشن تھی مآل ہستی
حفظ اسرار کا فطرت کو ہے سودا ایسا
رازداں پھر نہ کرے گی کوئی پیدا ایسا

☆

فرہنگ

۱۔ **شیکسپیئر**: (۱۵۶۴ ۔ ۱۶۱۶) ملکہ الزبتھ کے دور کا انگریزی شاعر اور ڈراما نگار۔ یہ بات دنیائے ادب میں عقیدہ بن چکی ہے کہ شیکسپئر تاریخ انسانی کا سب سے بڑا شاعر اور ڈراما نگار ہے۔۔۔ ۲۔ **شفق صبح**: سورج نکلنے سے ذرا پہلے افق پر نمودار ہونے والی سرخی ۳۔ **آئنہ عارض زیبائے بہار**: بہار کے حسین رخسار کا آئینہ [آئنہ + عارض ۔ رخسار + زیبا: خوب صورت + بہار] ۴۔ **شاہد مے**: حسین محبوب ایسی شراب [شاہد: حسین، محبوب + مے] ۵۔ **حجلہ جام**: دلھن کے کمرے کی طرح سجا ہوا اور رنگین پیالہ، جام شراب، جام کو دلھن کے اطاق سے تشبیہ دے کر گویا شراب کو دلھن کہا گیا ہے۔ جس طرح دلھن سرخ جوڑے میں لپٹی ہوئی ہے اسی طرح شراب کا رنگ بھی روایتی طور پر سرخ ہوتا ہے۔ ۶۔ **فکر فلک رس**: آسمان تک رسائی رکھنے والی فکر [فکر + فلک + رس ۔ رسندہ کا مخفف، پہنچنے والی] ۷۔ **مآل ہستی**: ہستی کا آخری ثمر، وجود کی انتہا۔ ۸۔ **دیدۂ دیدار طلب**: دیدار کی طالب آنکھ [دیدہ +

دیدار + طلب : طلبندہ کا مخفف ' طلب کرنے والا] ۹ ۔ تاب خورشید ۔ سورج کی چمک ۔
۱۰ ۔ ہستی : ذات 'حقیقی شخصیت ۔۱۱ ۔ مستور : پوشیدہ 'مخفی ۱۲ ۔ حفظ اسرار : رازوں کی حفاظت ' حقائق کی نگہبانی ۔ ۱۳ ۔ فطرت : قدرت جس نے کائنات اور اس کے اسرار کو تخلیق کیا ہے

☆

دریا کا دھیما دھیما بہاؤ
آئینہ بنا ہوا ہے صبح دم آسمان کے دھندلے سے کناروں سے پھوٹتی ہوئی سرخی کا
شام کے ساتھ ساتھ پھیلتی ہوئی خاموشی
اس نغمے کے ساتھ پوری طرح ہم آہنگ ہے جو کہیں اور نہیں '
خود شام کے گہراؤ میں گونج رہا ہے
پھول کی پتی
رنگینی کی چھوٹ سے روشن
آرسی دکھا رہی ہے بہار کو
بلور کا منقش پیالہ
سرخ شراب کے لیے ایسا ہے جیسے دلھن کے لیے آراستہ اطاق
اس پیالے سے شراب کا حسن جھلک رہا ہے ' چھلک رہا ہے
حسن 'حق کا آئینہ ہے اور دل 'حسن کا
خود دل کو بھی اپنی رونمائی کے لیے ایک آئینہ درکار تھا
سو وہ تیرے کلام کی صورت میں فراہم ہو گیا
یعنی حق نے حسن میں ' حسن نے دل میں اور دل نے تیرے کلام میں اپنا اظہار کیا
یوں تیرا تخیل جو بلندی کی انتہا کو چھو لیتا ہے
ہستی کی تکمیل کرتا ہے
اس کی حقیقت اور جمال کے اظہار میں جو ادھوراپن رہ گیا تھا 'اس کا ازالہ کرتا ہے
لگتا ہے کہ تیری فطرت ' وجود کے درخت کا وہ پھل تھی جس کے بعد اس پر کوئی اور ثمر نہیں آتا

شام اقبال
اقبال اکیڈمی کینیڈا کے زیر اہتمام
ایک یادگار اور پر وقار تقریب

گیارہ جون کو رماوا ہوٹل ٹورانٹو، کینیڈا میں علامہ اقبال کے حوالے سے "شام اقبال" کا انعقاد کیا گیا۔ اقبال اکیڈمی کینیڈا کے زیر اہتمام اس تقریب میں مقررین کا انتخاب، تقاریر کا اعلیٰ علمی معیار، علامہ اقبال کی تصاویر و نادر خطوط اور مسودات کی نمائش اور عمدہ ڈنر نے اقبال کے پرستاروں کو تقریب کے آغاز سے انجام تک فکر اقبال کے سحر سے سرشار کیے رکھا۔

تلاوت کلام پاک اور ترجمہ کے بعد اکیڈمی کے ڈائریکٹر جناب محی الدین ملک نے "شام اقبال" کا پس منظر بیان کرتے ہوئے کہا کہ آج کی یہ تقریب ستر کی دہائی سے شروع ہونے والی ان تقاریب کا ہی ایک تسلسل ہے جو اقبال کے پرستار کسی نہ کسی پیمانے پر مناتے آتے ہیں۔ انہوں نے خصوصی طور پر اس پہلی اور باقاعدہ "شام اقبال" کا ذکر کیا جو ۱۹۷۱ء میں جناب مولا دینا صاحب کی زیر صدارت منائی گئی تھی اور جسے حقیقتاً "کینیڈا میں "اقبالیات" کی تمام تر سرگرمیوں کا نقطہ آغاز کہنا چاہیے۔

ان ابتدائی کلمات کے بعد موقر انگریزی میگزین کریسنٹ انٹرنیشنل کے مدیر جناب ظفر بنگش کو تقریب کی باقاعدہ نظامت کی دعوت دی گئی۔ جناب ظفر بنگش نے پروگرام کا آغاز صدر پاکستان جناب محمد رفیق تارڑ کے پیغام سے کیا۔ صدر پاکستان نے اپنے پیغام میں تقریب کے منتظمین کو مبارک دیتے ہوئے اس امید کا اظہار کیا کہ اقبال اکیڈمی کینیڈا کے ذمہ دار اپنی کوششوں سے اقبال کے آفاقی پیغام کو جغرافیائی اور لسانی حدود سے نکال کر بین الاقوامی سطح تک پہنچانے کی کوششوں میں اپنا بھرپور کردار ادا کریں گے۔

صدر پاکستان کے پیغام کے بعد تقریب کی پہلی مہمان مقرر پروفیسر شیلا میکڈونا کو خطاب کی دعوت دی گئی پروفیسر میکڈونا کنکوڈیا یونیورسٹی مانٹریال میں مذہبیات کے شعبہ کی سربراہ ہیں اور بین المذاہب علوم میں عالمی شہرت کی حامل ہیں۔ اسلام اور اسلام ہی کے حوالے سے علامہ اقبال کی شاعری اور فکر پر ان کے لیکچر اور کتابیں علمی حلقوں میں ایک خاص مقام رکھتی ہیں۔

محترمہ شیلا میکڈونا نے علامہ اقبال کی فکری جہات کا احاطہ کرتے ہوئے کہا کہ اقبال کا مطالعہ صرف شاعری اور فلسفہ تک ہی محدود نہیں بلکہ تمام تر مغربی اسلامی اور دیگر علوم کے گہرے مطالعے نے اقبال کی فکر کو وہ وسعت بخشی ہے جس کی بنیاد پر اقبال مشہور مغربی اور اسلامی مفکرین کی

اقبال اکیڈمی کینیڈا کے زیر اہتمام شام اقبال

پروفیسر مستنصر میر، محمد سہیل عمر، شیلا میکڈونا اور ظفر بنگش لیکچر دے رہے ہیں

تقریب کے شرکا

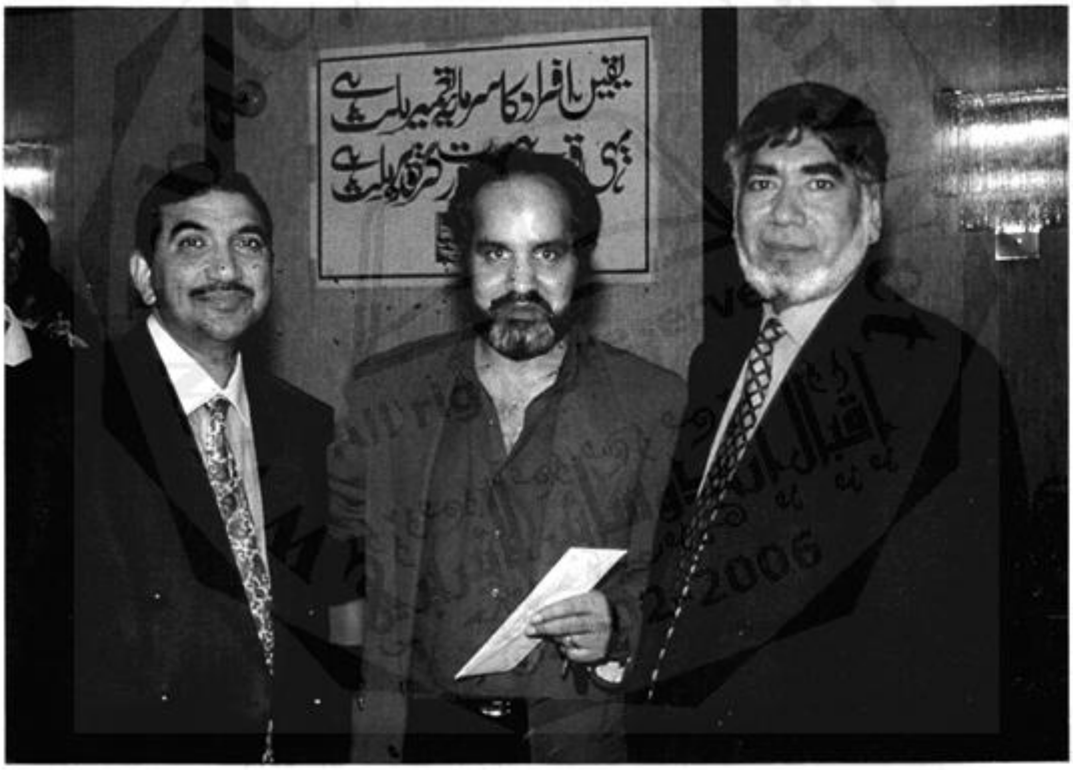

اقبال اکیڈمی کینیڈا کے ڈائریکٹرز صاحبان غلام محی الدین ، سید سجاد حیدر اور افتخار
آرائیں قونصل جنرل پاکستان کینیڈا

صف میں نمایاں نظر آتے ہیں۔ محترمہ نے خصوصی طور پر اقبال کی تعلیمات کے آفاقی پہلو کا ذکر کرتے ہوئے واضح کیا کہ اس کی بنیاد اقبال کی علمی جستجو میں وہ خاص نظم ہے جو جدید مغربی مفکرین کے لیے مثالی مقام رکھتا ہے۔ پروفیسر میکڈونا کی پر مغز و فکر انگیز تقریر کے بعد نماز مغرب کا وقفہ ہوا اسی وقفہ کے دوران حاضرین کو نمائش دیکھنے کا موقع ملا۔

جناب محمد سہیل عمر ڈائرکٹر اقبال اکادمی پاکستان نے، جو ۲۴ گھنٹے کے طویل سفر کے بعد ایرپورٹ سے سیدھے پروگرام میں پہنچے تھے، مختلف ممالک میں اقبالیات کی نمائش کے منتظم کی حیثیت سے اپنے تجربات کو بروئے کار لاتے ہوئے تنگی وقت کے باوجود نمائش گاہ کو قابل نمائش بنا دیا۔ نمائش میں علامہ اقبال کے خطوط، ہاتھ سے لکھے ہوئے مسودات اور کلیات اقبال کے نایاب نسخے شائقین کی توجہ کا خصوصی مرکز بنے رہے۔ ایک دیوار پر علامہ کی زندگی کے مختلف ادوار کی تصاویر آویزاں تھیں۔ پرستاروں کے لیے تصاویر کی زبانی علامہ کی نوجوانی سے بڑھاپے کا سفر ایک عجیب تاثر کا حامل رہا نمائش میں علامہ اقبال کے کلام کے مختلف ممالک میں ہونے والے مختلف زبانوں میں تراجم علامہ کی عالمی حیثیت کے اعتراف کا منہ بولتا ثبوت تھے۔

نماز مغرب، نمائش اور پر تکلف ڈنر کے وقفہ کے بعد پروگرام کے دوسرے دور کا آغاز اسلامی جمہوریہ ایران کے رہبر آیت اللہ سید علی خامنہ ای کے پیغام سے ہوا۔ ایران کے قائد اعلیٰ نے علامہ اقبال کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ ایرانی قوم نے اقبال کو اپنا شاعر سمجھتے ہوئے اور ان کے فلسفہ خودی کو اپناتے ہوئے غیروں کی ذہنی اور فکری غلامی سے آزادی حاصل کی اگر ملت اسلامیہ اپنی زبوں حالی سے نجات چاہتی ہے تو اسے اقبال کے پیغام اور فکر کو اپنانا ہوگا۔ آیت اللہ علی خامنہ ای کے پیغام کے بعد ترکی کے سفیر جناب احران اوگت اور ایرانی سفیر جناب محمد عادلی کے پیغامات بھی پڑھ کر سنائے گئے۔

برادر اسلامی ممالک کے زعماء کے پیغامات کے بعد پروفیسر مستنصر میر صاحب کو تقریر کی دعوت دی گئی، پروفیسر صاحب کا تعلق پاکستان سے ہے۔ انہوں نے مشی گن یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کرنے کے بعد عملی زندگی کا آغاز اسی یونیورسٹی میں پڑھانے سے کیا اور آج کل ینگ ٹاون یونیورسٹی اوہائیو میں فلسفہ اور مذہبی تعلیم کے شعبہ کے سربراہ ہیں۔ پروفیسر میر صاحب کی اردو انگریزی فارسی اور عربی زبانوں میں اعلیٰ پائے کی مہارت کا ثبوت قرآنی علوم اور اقبال پر ان کے مضامین اور کتابیں ہیں جو اسلامی اور مغربی علمی حلقوں میں ایک خاص مقام رکھتی ہیں۔ انہوں نے علامہ اقبال کی شاعری اور فکر کے پانچ بنیادی ستونوں کے طور پر اقبال کی پانچ مختلف نظموں کا حوالہ دیتے ہوئے فکر اقبال کے تسلسل کی وضاحت کی۔ پروفیسر میر صاحب کی وجیہہ شخصیت، پاٹ دار آواز اور خیالات اور افکار کی روانی نے حاضرین پر گویا سحر طاری کیئے رکھا۔

پروفیسر میر صاحب کی تقریر کے بعد تقریب کے آخری مہمان مقرر محمد سہیل عمر صاحب کو خطاب کی دعوت دی گئی۔ محمد سہیل عمر صاحب علم ظاہر کے ساتھ باطن کی خوبیوں سے بھی آراستہ ہیں اور کم عمری کے باوجود اقبال اکادمی پاکستان کے ڈائرکٹر کے اعزاز کے ساتھ ساتھ اسلام اور فلسفہ و تصوف کے حوالے سے بھی ایک معتبر پس منظر رکھتے ہیں۔ چوبیس گھنٹوں کے طویل ہوائی سفر کے بعد ایرپورٹ سے سیدھا ہوٹل پہنچنے اور پھر نمائش کے تمام تر انتظام کے باوجود انہوں نے جس استقامت اور مقصد سفر سے خلوص کا جو ثبوت دیا وہ اپنی مثال آپ ہے محمد سہیل عمر صاحب نے حاضرین کی غالب اکثریت کی سہولت کو ملحوظ رکھتے ہوئے مختصر تمہیدی گفتگو انگریزی میں کرنے کے بعد اردو میں خطاب کیا اور اقبال اکادمی پاکستان کی داستان ماضی، عرض حال اور مستقبل کے عزائم کے بارے میں تفصیلی روشنی ڈالی۔ انہوں نے بڑی دل سوزی سے مختلف پاکستانی حکومتوں کے رویوں کی نشاندھی کرتے ہوئے واضح طور پر کہا کہ اگرچہ اقبال اکادمی پاکستان ایک سرکاری ادارہ ہے اور صدر پاکستان اس کے سرپرست اعلیٰ ہیں لیکن فکر اقبال کی ترویج محبان اقبال کے خلوص کی ہی مرہون منت رہی ہے۔

تقریب کے آخر میں ناظم تقریب جناب ظفر بنگش نے حاضرین کی دلچسپی اور نظم و ضبط کا شکریہ ادا کیا اور اقبال اکیڈمی کینیڈا کے ذمہ داران جناب ابرار خان، محی الدین ملک، ایوب قریشی، افتخار حیدر، اشفاق حسین، صولت جعفری اور مرتضیٰ حیدر کا عموی اور اقبال اکیڈمی کینیڈا کے صدر جناب سجاد حیدر کی انتھک محنت کا خصوصی طور پر شکریہ ادا کیا جنکی محنت سے یہ باوقار اور یادگار تقریب انجام پائی۔ جناب ظفر بنگش نے حق بہ حقدار رسید کے مصداق حاضرین پر واضح کیا کہ تقریب کا ناظم ہونے کے باوجود تقریب یا تنظیم سے ان کا تعلق صرف اقبال کے پرستار کی حد تک ہے اور اس پروقار اور اپنی نوعیت کی بے مثال تقریب کی تمام تر کامیابی کا اعزاز اقبال اکیڈمی کینیڈا کو جاتا ہے جس کے صدر جناب سجاد حیدر نے اتنے بڑے پیمانے پر پروگرام کا بیڑا اٹھانے کے بعد اپنے ساتھیوں کی مختلف النوع بنیاد پر غیر حاضری کے باوجود تقریباً ایک ماہ کی ہمہ وقت محنت سے ناممکن کو ممکن کر دکھایا۔

کینیڈا میں اقبال اکادمی کا قیام

کچھ عوامل ایسے ہیں جو دنیا بھر کے مسلمانوں کو ہمیشہ آپس میں جوڑے رکھتے ہیں۔ حالانکہ ان کی زبان، رنگ، نسل اور رسم و رواج اور تہذیب و تمدن ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ یہ بات معجزے سے کم نہیں اس کے باوجود مسلمان اپنی وحدت کے لیے کوئی نہ کوئی پلیٹ فارم بنا لیتے ہیں علامہ اقبال بھی ایک نہایت مضبوط رشتہ ہے جس سے دنیا بھر کے مسلمان اپنے اندر حرارت پاتے ہیں اور ایک وحدت میں پروئے جا سکتے ہیں۔

کینیڈا میں اردو اور فارسی شناس لوگ بھی اس سلسلے میں ایک دوسرے سے مختلف اور اجنبی نہیں ۔ کینیڈا میں اردو جاننے والے برصغیر کے لوگ اور فارسی شناس ایران، افغانستان، تاجکستان اور وسطی ایشیائی ریاستوں کے لوگ آپس میں مل جل کر علامہ اقبال کی تخلیقات سے استفادہ کرتے ہیں ۔ مختلف اجلاسوں اور نشستوں میں انفرادی اور اجتماعی سطح پر علامہ اقبال کے فکر و کلام سے اپنے ذہنوں کو جلا بخشتے ہیں ۔

اپنی شاندار روایات کو جاری رکھتے ہوئے محبان اقبال نے ایک تنظیم بنائی ہے تاکہ وہ علامہ اقبال کے فلسفے اور نظریات کی ترویج کر سکیں اور علامہ کی شاعری سے مسلم اور دوسرے اہل علم و دانش کو مستفید کریں ۔ اس کام میں انہیں پاکستان کے معروف اقبال شناس اور سابق ناظم اقبال اکادمی پاکستان پروفیسر مرزا محمد منور کی رہنمائی حاصل رہی ہے ۔ اقبال اکادمی پاکستان کے ناظم محمد سہیل عمر کی ہر طرح کی معاونت اور سرپرستی سے اقبال اکادمی کینیڈا کی تشکیل نومبر ۱۹۹۸ء میں ٹورنٹو میں ہوئی ۔ اقبال اکادمی کینیڈا کا اقبال اکادمی پاکستان سے الحاق کیا گیا جس طرح اقبال اکادمی انگلینڈ، اقبال اکادمی ایران، اقبال فاونڈیشن یورپ اور اقبال اکادمی ناروے کا الحاق قبل ازیں ہو چکا ہے ۔ اقبال اکادمی پاکستان کے سرپرست صدر پاکستان ہوتے ہیں ۔

اقبال اکادمی کینیڈا اس سلسلے میں بڑی متحرک ہے کہ علامہ اقبال کا پیغام ہر مسلمان تک پہنچے ۔ یہ علامہ اقبال کے کلام کی آفاقیت ہے جس کی بنا پر وہ اپنے ملک کی حدود پار کر کے پوری دنیا میں پھیل رہا ہے اور ہر مسلمان کے لیے ان کے پاس ایک پیغام ہے ۔ اقبال اکادمی کینیڈا اس بات کو یقینی بنائے گی کہ کینیڈا میں رہنے والے ہر شخص کی علامہ اقبال کے فکر و کلام تک رسائی ممکن ہو ۔

اقبال اکادمی کینیڈا نے اپنے مقاصد کے حصول کے لیے متعدد منصوبے مرتب کئے ہیں ۔ علامہ اقبال کی فکریات کے فروغ کے لیے قومی اور بین الاقوامی سطح پر مستقل بنیاد پر سیمینار منعقد ہوتے رہیں گے ۔ ماہرین اقبالیات ان سیمیناروں کے ذریعے اپنے افکار و نظریات کا اظہار کر سکیں گے ۔ اقبال سے محبت رکھنے والوں کو مطالعہ اقبال کے نام پر مل بیٹھنے کا موقع ملتا رہے گا ۔

اقبال اکادمی کینیڈا اس سلسلے میں نوجوان نسل کو خصوصی ترغیب دے گی تاکہ وہ علامہ اقبال کے عظیم کلام سے روشناس ہو سکیں ۔ اس سلسلے میں سیمیناروں اور اجلاسوں کے علاوہ کینیڈا کی یونیورسٹیوں اور دوسرے علمی اداروں سے بھی رابطہ کیا جائے گا خاص طور پر ٹورنٹو کی عظیم یونیورسٹی پر توجہ دی جائے گی تاکہ وہاں اقبالیات کا فروغ ہو سکے ۔ کیونکہ اس طریقے سے اقبال اکادمی کینیڈا نئی نسل اور طلبا تک رسائی حاصل کر سکے گی اور طلبا علامہ اقبال کی تعلیمات سے آگاہی حاصل کر سکیں گے ۔

اقبال اکادمی کینیڈا نے ٹورنٹو میں اپنے مرکزی دفتر میں ایک لائبریری پہلے ہی قائم کر دی ہے ۔ اس لائبریری میں اردو ، فارسی اور انگریزی میں کتب موجود ہیں اقبال اکادمی کینیڈا نئی نسل تک علامہ اقبال کی تعلیمات پہنچانے کی ضرورت سے پوری طرح آگاہ ہے ۔

اقبال اکادمی کینیڈا اقبال پر نئی تحقیق کو کتابوں اور بروشروں کی صورت میں شائع کرے گی ۔ اسی طرح وہ آڈیو ر وڈیو کیسٹوں اور انٹرنیٹ سے بھی استفادہ کرے گی ۔

اقبال اکادمی کینیڈا نے اہل علم و دانش سے اپیل کی ہے کہ مقاصد کا تعین آسان ہے تاہم مقاصد کا حصول ایک مشکل کام ہے لہٰذا وہ ان مقاصد کے حصول میں اس کی ہر ممکن مدد دیں ۔ ان کا پتہ یوں ہے ۔

Iqbal AcademyCanada

2Thorncliffe Park,

Drive, Unit 46, Toronto, ont M4 H2

Canada

Tel,(416)467-1517Fax696-2579

تاجکستان میں اقبال سوسائٹی کا قیام

تاجکستان کے دارالحکومت دوشنبے میں منعقدہ ایک اجلاس میں اقبال سوسائٹی کے قیام کا فیصلہ کیا گیا تاکہ شاعر مشرق کی تعلیمات سے یہاں کے عوام کو آگاہی دی جا سکے ۔ پاکستانی سفیر کبیر جناب خالد امیر خان کی صدارت میں منعقدہ اجلاس میں ۱۸ مارچ ۱۹۹۹ء کی ایگزیکٹو کمیٹی کا اجلاس ہوا ۔ اجلاس میں ۱۵ فروری ۱۹۹۹ء کے ایجنڈے کی منظوری دی گئی اور فیصلہ کیا گیا کہ ستمبر ۱۹۹۹ء میں دوشنبے میں تاجکستان کی آزادی کی گیارہ سو سالہ تقریبات کے موقع پر منعقدہ یوم اقبال کی تقریبات میں فرزند اقبال ڈاکٹر جاوید اقبال کو خصوصی طور پر دعوت دی جائے اور انہیں ان کی اہلیہ محترمہ ناصرہ اقبال اور اقبال اکادمی کے ناظم محمد سہیل عمر کو اعلیٰ سطح پر سرکاری مہمان کی حیثیت سے بلایا جائے گا ۔ اس موقع پر ڈاکٹر جاوید اقبال کی ملاقات تاجکستان کی اکادمی برائے سائنس کے ممتاز سکالروں اور طلبا سے کرائی جائے گی اور انہیں ملک کے مختلف مقامات پر مدعو کیا جائے گا ۔ تاجکستان کی گیارہ سو سالہ تقریبات کے اس موقع پر پورے تاجکستان میں قومی تعطیل ہو گی ۔

اقبال سوسائٹی کی مجلس عاملہ کے اجلاس میں تاجکستان میں پاکستانی سفیر عزت مآب جناب خالد امیر خان ۔ جناب یوسف قربان جناب ہمت زادہ ، جناب محمد شریف قائم مقام چیئرمین سی این آر جناب جوربیک نذیر ، جناب ستار زادہ نائب وزیر خارجہ ، عبدالشکور ٹی ایم نے شرکت کی ۔ یاد رہے

کہ تاجکستان میں اقبال کا فارسی کلام بہت مقبول ہے اور سکولوں میں ہر صبح بچے کلام اقبال سے اپنے دن کا آغاز کرتے ہیں علامہ اقبال کی نظم ''از خواب گراں خیز'' تلاوت کے بعد مل کر پڑھی جاتی ہے۔ سابق وزیر تعلیم جناب عاصمی شہید نے پاکستان اور تاجکستان میں تعلقات کے فروغ اور اقبالیات کی اشاعت میں گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔

دوشنبہ ۔ تاجکستان میں ۲۱ اپریل کو یوم اقبال کی تقاریب

تاجکستان میں پاکستانی سفارت خانے اور اقبال اکادمی پاکستان کے تعاون سے یوم اقبال کی تقریبات ۲۱ اپریل ۱۹۹۹ء کو منعقد ہوئیں اس موقع پر اقبال اکادمی پاکستان نے اقبال نامہ کے عنوان کے تحت علامہ اقبال کا کلام سرالیکس زبان میں طبع کرا کر دوشنبہ بھجوایا گیا جو وہاں تقسیم ہوا۔

اس سلسلے میں ایک سیمینار ہوا جس میں علامہ اقبال کی شاعری اور افکار پر اظہار خیال کیا گیا اور وسط ایشیا کے مسلمانوں کی بیداری کے لیے اقبال کے افکار کو انقلابی قرار دیا گیا۔ کہ آج اقبال زندہ ہوتے تو اپنے آزاد اسلامی روس کو دیکھ کر خوش ہوتے۔

یوم اقبال کی تقریبات مقامی یونیورسٹی، کالجوں اور سکولوں میں بھی منعقد ہوئیں اور اقبال کو پاکستان اور تاجکستان کی دوستی کا پل قرار دیا گیا۔ یوم اقبال کے موقع پر علامہ اقبال کی کتب ان پر لکھی جانے والی کتب ان کی بیاضوں اور خطوط کی نمائش بھی منعقد ہوئی جس کے لیے اقبال اکادمی پاکستان نے تعاون کیا تھا۔

ایران میں ہفتہ پاکستان کی تقریبات

ایران میں پاکستانی سفارت خانے اور حکومت ایران کے تعاون سے ہفتہ پاکستان کی تقریبات نومبر ۱۹۹۹ء کے پہلے ہفتے میں منعقد ہوں گی اسی طرح پاکستان میں ہفتہ ایران کی تقریبات منعقد کی جائیں گی۔ اس موقع پر علامہ محمد اقبال کے افکار و نظریات پر ایک بین الاقوامی سیمینار منعقد ہوگا۔ علامہ اقبال سیمینار کے لیے اقبال اکادمی پاکستان نے موضوعات اور سکالرز کے انتخاب میں معاونت کی ہے۔ توقع ہے کہ سینیٹر ڈاکٹر جاوید اقبال کی سربراہی میں ایک وفد اس اقبال سیمینار میں شریک ہوگا۔

ڈھاکہ یونیورسٹی میں اقبال پر تحقیق کرنے والوں کو گولڈ میڈل اور ایک لاکھ ٹکا کا ایوارڈ اور گولڈ میڈل

رابطہ عالم اسلامی ڈھاکہ کے سید محمد عبدالواحد کی اطلاع کے مطابق شعبہ اردو ڈھاکہ یونیورسٹی ڈھاکہ کے طلبا میں سے علامہ اقبال پر بہترین تحقیقی اور تخلیقی کام کرنے والے کو ایک لاکھ ٹکا (بنگلہ دیشی روپیہ) اور گولڈ میڈل انعام دیا جائے گا۔ بنگلہ دیش میں حکیم الامت علامہ اقبال کی شاعری اور فلسفے سے گہری دلچسپی بڑھ رہی ہے اس سلسلے میں اقبال سنگسد ڈھاکہ اور اقبال

ریسرچ اکادمی ڈھاکہ کی کوششیں لائق تحسین ہیں ۔ زندہ رود کا بنگالی میں ترجمہ کیا جارہا ہے ۔ علامہ کا بیشتر کلام بھی بنگالی زبان میں ترجمہ ہو چکا ہے ۔

مراکش کے ممتاز اقبال سکالر کی پاکستان آمد

مراکش کے ممتاز اقبال شناس پروفیسر محمد عبود اپریل میں پاکستان تشریف لائے ۔ آپ نے علامہ اقبال کی شاعری اور فلسفے پر عربی اور انگریزی دونوں زبانوں میں کام کیا ہے ۔

اقبال اکادمی پاکستان میں انہوں نے علامہ اقبال کے فکر و فن پر مقالہ پیش کیا ۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد اکرم شاہ چیئرمین شعبہ اقبالیات جامعہ پنجاب ، ڈاکٹر ظہور الدین احمد ، پروفیسر ڈاکٹر خورشید رضوی ، محمد سہیل عمر ناظم اکادمی اور ڈاکٹر وحید عشرت کے علاوہ چند دوسرے حضرات نے شرکت کی ۔

ابراہیم عزالدین (ٹیٹس برکھارٹ) اور اسلامی فنون لطیفہ سیمینار

مراکش کے شہر مراکشہ میں ۵ تا ۹ مئی کو الموسمیات المراکشیہ کے زیر اہتمام ایک عظیم کانفرنس منعقد ہوئی ۔ جس کا عنوان ابراہیم عزالدین ٹیٹس برکارٹ اور اسلامی فنون لطیفہ تھا مراکش میں ابراہیم عزالدین پہلے ہی اپنے ایام جوانی میں آ چکے ہیں اور انہوں نے مراکش پر تین اہم کتب بھی رقم کی ہیں ۔ اس کے علاوہ متعدد مقالات اور رپورٹیں بھی مرتب کر چکے ہیں ۔ اس چار روزہ کانفرنس میں جو جناب ابراہیم عزالدین ٹیٹس برکارٹ کے اعزاز میں منعقد ہوئی ، مراکش اور دوسرے ممالک سے متعدد محققین نے شرکت کی ۔ اس موقع پر کئی ثقافتی اور روایتی مظاہرے ہوئے جن میں مراکش کی روایتی شاعری اور موسیقی کی محافل یادگار رہیں گی ۔ اس کانفرنس کے اجلاس بن یوسف میوزیم میں ہوئے اس کا نام الحکمتہ والفنون الاسلامیہ الفریقہ "احتفاء بالعالم ابراہیم تیتوس بوخارت " رکھا گیا تھا ۔ بن یوسف میوزیم قدیم شہر کے قلب میں واقع ہے جو اپنی خوبصورت روایات رکھتا ہے اس کے پہلو میں بن یوسف مسجد واقع ہے جو مراکش کی قدیم ترین مسجد ہے ۔ بن یوسف مدرسہ بھی ساتھ ہی واقع ہے ۔ جو مغربی فن تعمیر کا ایک عمدہ اور نادر نمونہ ہے ۔

ابراہیم عزالدین کی دلچسپی کے پیش نظر جو انہیں مابعد الطبیعیات اور روایتی مقدس فنون سے ہے ۔ اہل فکر کو بھی ان ہی دونوں موضوعات پر اظہار خیال کی دعوت دی گئی تھی ۔ اس چار روزہ شاندار کانفرنس میں معروف روایتی مکتب فکر کے دانشوروں ، ادیبوں اور مراکشی اہل علم اور

الجیریا کے اہل قلم اور مغربی اور مشرقی اہل علم نے رینے گینوں اور بر کارٹ کے روایت پسندانہ موضوعات پر مقالات پیش کیے۔ جو ابراہیم ٹیٹس برکارٹ سے براہ راست بھی متعلق تھے۔ اس کانفرنس میں جو مقالات پڑھے گئے ان میں مندرجہ ذیل نمایاں تھے:

۱۔ جناب مارٹن لینگز۔ قرآن کا فن خطاطی

۲۔ جناب جین لوئیس مشو۔ ٹیٹس برکارٹ اور ذوق حسن

۳۔ جناب سید حسین نصر۔ اسلامی فنون کی روحانی اہمیت

۴۔ جناب محمد سہیل عمر۔ ٹیٹس برکارٹ کے کام کی معنویت

۵۔ جناب کامل خان ممتاز۔ فن تعمیر کی زندہ روایت

۶۔ جناب محمود ارول کلک۔ سلجوقی فن پر مکتبہ وحدت الوجود کے اثرات

۷۔ جناب جیمز مورس۔ مستقبل کے چیلنج

۸۔ جناب ایرک گوفوروسے۔ شاذلیوں کا سماع

۹۔ جناب پیری لورے۔ اسلامی تصوف میں رقص اور حرکت

۱۰۔ جناب جین پیری لورنٹ۔ بیسویں صدی کے آغاز میں مغرب میں روایتی اور مقدس فنون

۱۱۔ جناب فلپ فورے۔ ٹیٹس برکارٹ کی تخلیقات میں مسیحی اور اسلامی فنون کا تذکرہ

۱۲۔ جناب سرفانو بانیکا۔ ٹیٹس برکارٹ کی ذاتی چیزیں

۱۳۔ وکٹریا لیجاہ ڈی باز طھندا۔ آنندا کے کو مراسوامی۔ ایک صاحب بصیرت انسان

ان مقالات کے علاوہ بھی مراکش کے اہل فکر و نظر نے متعدد مقالات پیش کیے جو مراکشہ شہر، اس کی روایات اور اسلامی تصورات کی توضیح و تعبیر اور شمالی افریقہ میں عقل و دانش کے فروغ سے متعلق تھے۔ ان میں ایک مقالہ شاعری۔ مابین فن اور علم اور دوسرا ابن عربی کے نزدیک عقل اور فن میں تعلق۔ اس کانفرنس میں عربی اور فرانسیسی اور انگریزی میں مقالات پڑھے اور تقسیم کئے گئے جو بعد میں الموسمیات المراکشیہ شائع کرے گی۔ یہ مراکش کی ایک بڑی ثقافتی تنظیم ہے جسے سیدی جعفر کنسوسی کی سرپرستی حاصل ہے اس تنظیم کی روح ثقافتی اور صوفیانہ روایات کا حامل شہر مراکشہ بھی ہے جو ولیوں اور صوفیا کا مدفن ہے۔

اس امر میں کوئی شک نہیں کہ جناب ابراہیم عزالدین ٹیٹس برکارٹ جو مکتبہ روایت کے سرکردہ نمائندے ہیں کے اعزاز میں منعقدہ یہ عالمی سطح کی کانفرنس گذشتہ سالوں میں مراکش میں

منعقد ہونے والی ان بڑی کانفرنسوں میں شمار ہوتی ہے جو مراکش میں روایت کے مطالعہ کے سلسلے میں منعقد ہوئیں ۔ ٹیٹس برکارٹ نے کئی سال بڑی توجہ اور انہماک کے ساتھ مراکش کی روایات کامطالعہ کیا۔ انہوں نے مراکش کی روایتی دست کاریوں کو محفوظ رکھنے میں اہم کردار ادا کیا انہوں نے فیض کے شہر کو بچانے میں مدد کی جسے ترقی کے نام پر کئی پروگراموں کے ذریعے موت کے گھاٹ اتارا جارہا تھا۔ اور جدیدیت کی بھینٹ چڑھایا جارہا تھا۔ اس کانفرنس میں مابعدالطبیعیات , فلکیات فنکارانہ مہارت اور مراکش کی روایت میں ان کی دلچسپیوں کو بھی زیر بحث لایا گیا اور رینے گینوں, شیخ عیسی نور الدین کی روایت پرستی کے تناظر میں بھی باتیں ہوئیں ۔ جن کا شمالی افریقہ کے صوفیانہ سلسلوں سے تعلق ہے۔

ابراہیم عزالدین Titus Burckhardt

حیات و آثار

(مفصل انگریزی مقالے کا اختصار)

استاذ ٹیٹس برکہارت (سدی ابراہیم عزالدین) کا مولد و منشاء سوئٹزرلینڈ اور جرمنی کا منطقہ تھا۔ فلورنس میں ۱۹۰۸ء میں پیدا ہوئے اور لوزان میں ۱۹۸۴ء میں وفات پائی ۔ اپنی تمام زندگی انہوں نے حکمت و دین اور روایتی علوم کے مطالعہ خدمت اور ترویج و اشاعت کے لیے وقف کیے رکھی۔

یہ دور جس میں جدید سائنس اور ٹیکنالوجی کا ہر سو غلبہ ہے, ابراہیم عزالدین ان عظیم ہستیوں میں سے تھے جن کی تحریر و تقریر سے حکمت خالدہ اور کائناتی حقائق کو تعبیر نو میسر ہوئی ۔ ان کی کاوشیں علم ماوراء الطبیعیات والٰہیات , علم الکون اور روایتی فنون تینوں شعبہ ہائے علم میں نہایت موثر ثابت ہوئیں ۔ عہد جدید میں مغربی دنیا ہر طرف وجودیت (Existentialism) تحلیل نفسی اور سوشیالوجی کا دور دورہ ہے ۔ ان کے درمیان استاذ ابراہیم کی آواز حکمت خالدہ کی ترجمان تھی ۔ وہ حکمت جو منزل من اللہ (اللہ کی دین) ہے اور جو علم افلاطون , ویدانت , تصوف و عرفان اور تاومت اور دیگر عارفانہ روایتوں میں جلوہ گر ہے۔ فلسفیانہ اور ادبی اعتبار سے استاذ ابراہیم کا تعلق بیسویں صدی کے روایتی مکتب فکر سے تھا۔

استاذ ابراہیم کا تعلق جرمنی کے معروف شہر بال (Basle) کے اشرافیہ کے ایک اعلی خاندان سے تھا۔ ان کے والد مجسمہ ساز تھے ۔ کچھ عرصہ استاذ ابراہیم نے بھی والد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے صنم تراشی اور نقاشی سیکھی لیکن بچپن ہی سے ان کے اندر مشرقی فنون (Arts) کے لیے ایک غیر معمولی کشش تھی ۔ اسی کشش نے ان کو مشرق کے ادیان و نظریات کے مطالعہ کی طرف راغب کیا

اور انہوں نے اسلامی ممالک کے متعدد سفر اختیار کئے۔ کچھ سال تک السنۃ شرقیہ کی تحصیل اور تاریخ فنون کا مطالعہ کرنے کے بعد انہوں نے مغرب کے علمی حلقوں کو خیرباد کہا اور عقلی، علمی اور وجودی اعتبار سے دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ وہ عام معنوں میں مغربی اسلام شناس نہیں تھے۔ ان کی حیثیت ایک غیر معمولی ذہنی اور روحانی صلاحیتوں کی مالک شخصیت کی تھی جو اپنی جوانی میں عالم اسلام سے متعارف ہوئے، اسلامی علوم کو ان کے اندر سے ان کی گہرائی میں اتر کر سیکھا اور ظاہری و باطنی علوم کی تحصیل ان علوم کے صاحب نظر جید اساتذہ و ماہرین سے کی۔ قدرت نے گویا ان کا انتخاب کر لیا تھا کہ ان کے ہاتھوں (اسلام کے علوم و معارف) کے حقائق کی تعبیر نو ہو جائے اور اسلام ہی نہیں بلکہ تمام دینی روایات کی ترجمانی ایک ایسی قابل فہم زبان میں ہو جائے جو آج کے آدمی کے لیے قریب الفہم ہو اور موثر ہو۔ ان کی تحریریں فی الحقیقت اسلامی روایت کی عہد جدید میں شرح و تبیین سے عبارت ہیں۔

روایتی مکتب فکر میں استاذ ابراہیم کے پیشرو اور اس مکتب فکر کے بزرگ اور بانی شیخ عبدالواحد یحیی (رینے گینوں)(۱۸۸۶۔۱۹۵۱) تھے۔ شیخ عبدالواحد کے بیان کے مطابق عہد جدید کے انحراف کی جڑ قرون وسطی کے آخری دور میں پیوست ہے اور اس انحراف کا آغاز نشاۃ ثانیہ سے ہوتا ہے۔ وہی نشاۃ ثانیہ جس میں لادینیت (Secularism) نے سب کچھ تہ و بالا کر دیا، ظواہر پرستی نے حقیقت کی جگہ لے لی، انسان پرستی (Humanism) نے خدا پرستی کی جگہ لے لی اور اختبماریت (Empiricism) نے عیسوی دینیات کو بے دخل کر دیا۔ شیخ عبدالواحد کے تحریری کام کا ایک اہم حصہ یہ تھا کہ ماورا الطبیعیات کے نقطہ نظر سے عہد جدید پر نظر تنقید ڈالی جائے۔ ان کی تصانیف "دنیائے جدید کا بحران" اور "سطوہ کمیت" اسی تنقید کا ماہرانہ اظہار ہیں۔ ان کی تحریر کا اثباتی حصہ وہ تھا جو علم ماوراء الطبیعیات اور استناد دینی سے متعلق تھا یا دینی علائم و رموز کی شرح و توضیح پر مبنی تھا۔

روایتی مکتب فکر کی سب سے درخشاں نمائندہ شخصیت شیخ عیسی نور الدین احمد العلوی کی تھی (۱۹۰۷۔۱۹۹۸ء) ان کی تحریریں شیخ عبدالواحد کی زندگی کے آخری حصے میں منظر عام پر آنے لگی تھیں اور شیخ عبدالواحد ان کو "ہمارے معزز شریک کار" کے نام سے یاد کرتے تھے۔ شیخ عیسی کی تحریر میں عہد جدید کی گمراہیوں پر مزید تیکھے اور ناقابل تردید اسلوب میں تنقید کا عمل جاری نظر آتا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ تمام ادیان کے باطن میں موجود حقیقت اصلی اور انسان کی فلاح ابدی اور فوز اخروی کے پیام خداوندی کا بیان اپنی پوری شان اور عظمت کے لیے ہوئے منصۂ تحریر میں جلوہ گر ہوتا ہے۔

شیخ عبدالواحد اور شیخ عیسی نور الدین کے کام کو جاری رکھنے میں اگلا بڑا نام استاذ ابراہیم عزالدین کا ہے۔ وہ عمر میں شیخ عیسی سے ایک سال چھوٹے تھے اور پہلی جنگ عظیم کے

زمانے میں وہ دونوں ہم مکتب تھے۔ یہیں سے اس گہری دوستی اور ایک علمی اور روحانی رشتے کی بنیاد پڑی جو مدت العمر جاری رہا۔

استاذ ابراہیم کی بنیادی تصنیف جو ماوراء الطبیعیاتی علوم پر مبنی ہے "علوم تصوف کا تعارف" کے عنوان سے سامنے آئی۔ یہ کتاب ان کی دانش و حکمت کا شاہکار ہے اور نہایت جامعیت اور دقت نظر سے تصوف کی ماہیت کا تجزیہ کرتی ہے۔ تصوف کی جامع اور مانع تعریفات قاری پر واضح کر دیتی ہیں کہ تصوف کیا ہے اور کیا نہیں ہے۔ اس کے بعد یہ کتاب تصوف اسلامی کی نظریاتی اور علمی بنیادوں پر نظر ڈالتی ہے اس کا آخری باب "کیمیائے روحانی" پر مشتمل ہے یعنی راہ سلوک جو تخلق بہ اخلاق اللہ پر منتج ہوتی ہے۔ مغربی زبانوں میں تصوف پر لکھی جانے والی کتب کے مقابلے میں اس کتاب کی اختصاصی شان یہ ہے کہ اس سے تصوف کی ہر سہ جہات، تعلیمات اعمال سلوک اور روحانیت پر روشنی پڑتی ہے۔ اس کے بیان کے لیے استاذ ابراہیم نے خود تصوف اور اہل تصوف کے اسلوب اظہار کو مدنظر رکھا ہے البتہ حسب ضرورت دوسری تشریحات کو بھی تقریب فہم کے لیے استعمال کیا ہے۔

استاذ ابراہیم کی تصانیف کا ایک بڑا حصہ روایتی علم الکون (Cosmology) کے موضوع پر ہے جو ان کے نقطہ نظر سے "ماوراالطبیعیات کی خادمہ" کی حیثیت رکھتی تھی۔ علم الکون کے اصول و مبادی کو انہوں نے پہلے تو اپنے جامع اور ماہرانہ مقالہ "کونیاتی تناظر" میں پیش کیا بعدازاں ۱۹۶۳ء میں انہوں نے علم الکون پر تفصیل سے لکھا اور جدید سائنس کے کئی شعبوں پر مفصل تبصرہ کیا۔ یہ سلسلہ مقالات اب ان کی کتاب (فرانسیسی ۱۹۴۸، مشمولہ Mirror of the Intellect در انگلیسی) کے باب دوم کے طور پر دیکھے جاسکتے ہیں۔ علم الکون سے ان کی دلچسپی تو تھی ہی اس کے ساتھ ان کو روایتی فنون عریقہ سے بھی ایک غیر معمولی اور گہرا شغف تھا۔ نیز وہ صناعات و دستکاری روایتی فن تعمیر اور دیگر فنون کی پرکھ اور تجربے کی بھی ماہرانہ صلاحیت رکھتے تھے۔ اس ضمن میں ان کا خاص موضوع فکر یہ تھا کہ ان فنون وصناعات کی روحانی بنیادوں کو واضح کیا جائے اور یہ بتایا جائے کہ یہ با معنی سرگرمیاں کس طرح اپنے اندر خلقی طور پر ایک علامتی پہلو (Symbolism) کی حامل ہیں، اسلامی عقاید و تعلیمات کو منعکس کرتی ہیں اور انسان کی زندگی میں ان کی حیثیت روحانی زندگی کے سہاروں اور برکت وسعادت کے وسیلوں کی رہی ہے اور آج بھی ہوسکتی ہے۔

فنون اسلامی سے استاذ ابراہیم کے تعلق اور ان کی خدمات کے بارے میں چند نکات مزید غور طلب ہیں۔ چند دہائی قبل "اسلامی فنون" کو علمی دنیا میں ایک شعبہ علم کے طور پر کوئی نہیں جانتا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ مغربی مصنفین اور مورخین فن دوسری تمام تہذیبوں کا مطالعہ اور ان کا تجزیہ اپنی تہذیب کے پیمانے پر کرتے تھے۔ اس تہذیب کا معاملہ یہ تھا کہ قرون وسطی کے اختتام تک سارا یورپی آرٹ عیسوی آرٹ تھا۔ جب عیسائیت کی گرفت کمزور پڑی اور لادینیت (Secularism) نے غلبہ حاصل کرنا شروع کیا تو یورپی آرٹ کی شناخت علاقائی حد بندیوں کے حوالے

سے ہونے لگی ۔ اب پوری فنون لطیفہ کی تقسیم اور طبقہ بندی اطالوی آرٹ , فرانسیسی آرٹ , ۱۸ ویں صدی میں اطالوی فنون لطیفہ , دور رومانوی میں , امریکی آرٹ بیسویں صدی میں , وغیرہ وغیرہ کی اصطلاحوں میں ہونے لگی ۔ مغربی مورخین و مصنفین نے دوسری تہذیبوں بشمول اسلامی تہذیب کو بھی اسی انداز میں دیکھا اور پرکھا۔ اس کام کے لیے ایک مخصوص اور جداگانہ شعبہ علم وجود میں آیا جو فنون لطیفہ کی تخلیق سے بالکل الگ ایک شعبہ تھا۔ فنون لطیفہ کے مطالعے , تحقیق اور تجزیے کا یہ شعبہ ۱۹ویں صدی میں جرمنی میں وجود میں آیا۔ اس کی بنیاد ۱۹ویں صدی کے جرمن فلسفے پر رکھی گئی ۔ اور آج بھی اس شعبہ علم میں اس مذکورہ فلسفے کے نظریات اور بنیادی نقطہ نظر کا غلبہ موجود ہے ۔ اس نقطہ نظر سے جب اسلامی تہذیب اور اس کے علوم و فنون کا مطالعہ کیا گیا تو اسلامی فنون کی اسلامی بنیادوں کو نظرانداز بھی کیا گیا اور ان کا استخفاف بھی کیا گیا۔ زیادہ توجہ علاقائی شناخت قائم کرنے پر دی گئی ۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ مغرب کے سارے بڑے ذخیرہ ہائے فنون اور عجائب گھروں میں جو ذخیرے اکھٹے کیے گئے تھے ان کے عنوان " ایرانی آرٹ " " مغل آرٹ " , " اندلسی آرٹ " وغیرہ وغیرہ نظر آتے تھے ۔ اسلامی آرٹ یا فنون اسلامی کی اصطلاح اور شعبہ سرے سے غائب تھا۔ کبھی کبھی کوئی صاحب " محمڈن آرٹ " کے نام سے کچھ لکھ دیتے تھے ۔ یہ بھی شاذ و نادر ہوتا تھا۔ استاذ ابراہیم نے مغرب میں یہ آگہی پیدا کی کہ اسلامی فنون کا مطالعہ بھی ناگزیر ہے اور اسلامی فنون ایک جداگانہ شعبہ ہے ۔ یہ ان کا خاص کارنامہ ہے اور ہم فنون عریقہ اور اسلامی فنون کے فہم اور مطالعہ کے لیے ان کے مرہون منت ہیں ۔ انہی کی تحریروں اور عملی کوششوں کا ثمر ہے کہ اسلامی فنون کو پہلی مرتبہ بطور اسلامی فنون کے پہچانا گیا اور ان کو اسلام اور اسلامی تہذیب کے مظاہر کے طور پر پیش کیا گیا۔ اس پر یہ اعتراض کیا گیا کہ علاقائی حوالوں پر توجہ نہیں دی جا رہی ہے یعنی ایرانی آرٹ , مراکشی آرٹ , ہندوستانی آرٹ , ۔ یہ درست ہے کہ اسلامی دنیا کے ہر علاقے میں اس کا علاقائی فن اور آرٹ موجود ہے مگر سب علاقائی فنون ایک وسیع تر اور کامل تر تناظر اور تصور کائنات میں گندھے ہوئے ہیں اور یہ تناظر اور مرکز اسلامی فن کا ہے ۔ آغاز اسلام سے لے کر اس دور تک جب لگ بھگ ۱۵۰ سال قبل مغربی تہذیب نے عالم اسلام پر استیلاء حاصل کیا جو بھی فنون اسلامی دنیا میں پروان چڑھے وہ اسلامی فنون تھے اور ان میں اسلام کی روح اور اسلام کا تصور کائنات سرایت کیے ہوئے تھا۔ ان فنون کے مابہ الامتیاز عناصر , ان کے اختصاصی پہلو , ان کی انفرادیت سب اسلامی تہذیب کی عطا اور دین ہے ۔

فنون عریقہ کے مطالعے میں استاذ ابراہیم اولین کتاب کا عنوان " فنون مقدسہ ۔ شرق و غرب " ہے ۔ اس میں استاذ ابراہیم نے ہر تہذیب پر جداگانہ ابواب قائم کیے ہیں اور ان میں الگ الگ ہندو مت , بدھ مت , تاؤ مت , عیسائیت اور اسلام کی ماوراء الطبیعیات اور جمالیات (Aesthetics) پر روشنی ڈالی ہے ۔ آخری باب میں فنون لطیفہ کی معاصر صورتحال پر بہت مفید اور علمی تبصرہ کیا ہے ۔ اس باب کا عنوان ہے " عیسوی آرٹ کا زوال اور تجدید " استاذ ابراہیم کی

زندگی کی آخری بڑی تصنیف (Art of Islam) تھی ۔ یہ معتبر بالشان کتاب اپنے موضوع پر سب سے وقیع تصنیف قرار دی جاسکتی ہے ۔ اسلامی فنون کے اصول و مبادی ، روحانی اساس ، عقلی بنیادیں اور فنکارانہ خلاقی میں روحانیت کا عمل دخل اور اسلامی تہذیب میں اس کے اوضاع جس طرح اس کتاب میں وضاحت اور مہارت سے بیان ہوئے ہیں دوسری جگہ کم ہوئے ہوں گے ۔

۱۹۵۰ سے ۱۹۶۰ء کے دوران استاذ ابراہیم مشہور ناشران کتب (Urs Graf Verlag) کے ڈائریکٹر کے طور پر کام کرتے رہے ۔ اس زمانے میں ان کی سرگرمیوں کا مرکز اشاعت مخطوطات رہا ۔ قرون وسطی کے نادر اور مذہب مخطوطات کی عکسی طباعت اور ان کے حسن و خوبی کو نشر مکرر میں باقی رکھنا ان کا خاص کارنامہ تھا ۔ اس کے لیے ان کو ماہرین اور شائقین کتب سے بھرپور داد حاصل ہوئی ۔

اسی ناشر کے ساتھ کام کرتے ہوئے استاذ ابراہیم نے ایک اور سلسلہ کتب پر کام کیا ۔ اس کا منصوبہ بھی بنایا خود بھی لکھا اور ان مجلدات کی تدوین و تیاری کی نگرانی بھی کی ۔ اس سلسلہ کتب کا عنوان تھا ۔ "منازلات الروح " ۔ اس سلسلہ کتب کا ہدف و مقصود تھا اسلام اور دیگر تہذیب ہائے مقدسہ کے چند اہم مظاہر کا تاریخی اور روحانی مطالعہ ۔ اس کے لیے جو مقامات منتخب کئے گئے تھے ان میں جبل آتھوس ، آئرلینڈ کا دور کلٹ ، صنعا مدینتہ العذراء ، قسطنطنیہ ، فاس وغیرہ شامل تھے ۔ اس سلسلہ کتب میں استاذ ابراہیم نے تین کتب اپنے قلم سے لکھیں یعنی ، " مدینہ العذراء " ، شارت اور تاسیس کلیسا " اور فاس ۔ شہر اسلام " ۔

فاس ۔ شہر اسلام (Fez, City of Islam) بلاشبہ استاذ ابراہیم کی شاہکار تصانیف میں سے ہے ۔ ۱۹۳۰ء میں استاذ ابراہیم کئی سال تک مراکش میں مقیم رہے ۔ اس وقت ان کی بھرپور جوانی تھی ۔ المغرب کی تراث روحانی کے بہت سے عظیم نمائندے زندہ تھے اور اس خطے کی روحانی فضا ابھی جدیدیت سے آلودہ نہیں ہوئی تھی ۔ استاذ ابراہیم نے اپنے قیام کے دوران میں اہل علم اور اہل دل سے گہرے روابط استوار کر لیے تھے ۔ استاذ ابراہیم کا مراکش سے تعلق ایک حسین اور طویل داستان محبت ہے جس کا آغاز ۱۹۳۰ء میں ہوا اور مابعد کے سالوں میں گاہ بہ گاہ آمد و رفت اس کو تقویت اور تسلسل عطا کرتی رہی ۔ یہ استاذ ابراہیم کی زندگی کا تشکیلی دور تھا جب ان کی شخصیت اور مزاج ایک سانچے میں ڈھل رہا تھا ۔ اس زمانے میں ان کے افکار و کردار کی صورت گری ہوئی بعد میں ان کی تحریر اور ان کا اسلوب نگارش جن امتیازی خصوصیات کے ساتھ ظہور پذیر ہوا ان کی بنیاد اسی دور میں رکھی گئی ۔ اسی زمانے میں انہوں نے اپنے تجربات قلمبند کر لیے تھے (شائع کرنے کی نوبت بعد میں آئی) ۔ ۱۹۵۰ء کی دہائی میں یہ سب یادداشتیں تجربات اور تحریریں ایک شاہکار کتاب کی شکل میں سامنے آئیں ۔

"فاس ۔ شہرالاسلام" میں استاذ ابراہیم ایک قوم اور اس کے دین کی تاریخ ہمیں سناتے ہیں۔ معرکوں کی، شجاعت، جوانمردی کی اور حق و صداقت کے علمبرداروں کی اور اللہ والوں کی۔ ہر قدم پر اسلامی تہذیب اور اس کی روحانی اساس کا تذکرہ اس تاریخ کے جلو میں نظر آتا ہے۔ استاذ ابراہیم کا بیان اس کہانی کو ایک تنویر و تیقن اور اعتبار عطا کرتا ہے۔ اولیاء کا تذکرہ، حکایات و کرامات، علم و عرفان، فنون عریقہ و صناعات ہی نہیں بلکہ علوم عقلیہ اور انتظامی معاملات بھی انسانوں اور انسانی معاشروں کے بندوبست کے بارے میں استاذ ابراہیم کے واضح کردہ اصولوں سے بہت کچھ سیکھا جا سکتا ہے۔

استاذ ابراہیم کا تعلق المغرب سے اور بالخصوص فاس کے شہر سے ایک وسیع موضوع ہے۔ اس پر بہت کچھ لکھا بھی گیا ہے۔ اس کا ایک گوشہ میں آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ ان کے ایک پرانے دوست اور رفیق کار سدی علی میشو اس زمانے کی یادداشتوں کے ضمن میں لکھتے ہیں۔

> اگر میں کئی سالوں پر پھیلی ہوئی اس سرگرمی کو سمیٹ کر بیان کرنا چاہوں تو یہ ناممکن ہو گا کیونکہ یہ ایک ایسے شخص کا تذکرہ ہے جس کی رفتار کار اور ارتکاز توجہ حیران کن تھا بنابریں میں صرف دو پہلوؤں کے ذکر پر اکتفا کروں گا جن پر خود استاذ ابراہیم بہت وقت صرف کرتے تھے اس لیے کہ انہیں ان دو کاموں کی افادیت اور اہمیت کا بخوبی شعور تھا۔ میری مراد ہے تحریر و تقریر کے سہارے تعلیم و تذکر اور منصوبے پر عملی اور تحقیقی کام۔ استاذ ابراہیم ان دونوں کاموں پر استادانہ دسترس رکھتے تھے۔
>
> اس سرگرمی کی مثال کے طور پر استاذ ابراہیم کے ایک محاضرہ کا خاکہ آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں جو اپریل ۱۹۷۳ء میں استاذ ابراہیم نے بعض معززین شہر کی قائم کردہ "مجلس تحفظ مدینتہ فاس" کے زیر اہتمام دیا تھا۔ محاضرہ کا عنوان تھا" فاس۔ انسانوں کا شہر" گفتگو کا آغاز استاذ ابراہیم نے اسلامی تہذیب کی اساس کے ذکر سے کیا اور اسے نہایت خوبی اور مہارت سے واضح کیا اور پھر بتایا کہ اسلامی تہذیب کے بنیادی عناصر ہی سے اسلامی شہروں اور اسلامی شہر سازی (Town Planning) کو وہ اہم خصائص میسر آتے ہیں جن کی وجہ سے ان کو فن تعمیر اور شہری منصوبہ بندی میں اہم حیثیت ملتی ہے۔ "فاس کا شہر جس طرز زیست کا نمائندہ اور مظہر ہے وہ طرز زیست ایک مکمل انسان کا طرز حیات ہے۔ وہ انسان جو بیک وقت، روح نفس اور جسد خاکی کا مرکب ہے۔ جس کی جسمانی اور مادی ضروریات بھی ہیں، جس کے نفس کے جذباتی اور جمالیاتی تقاضے بھی ہیں اور ان دونوں اقالیم سے اوپر اٹھ کر اس کی عقلی و روحانی

زندگی بھی ہے ۔ ان مقدمات کی بنیاد پر استاذ ابراہیم نے جو گفتگو کی اور جو شرح و تعبیر شہر فاس کی پیش کی وہ اس شہر اور اس کی تفاصیل کا مکمل نقشہ تھا۔ فاس کی شہری منصوبہ بندی میں پانی اور اس کی گزرگاہوں کی اہمیت مرکزی حیثیت رکھتی ہے کہ آب مصفی ۔ مادی زندگی , جمالیاتی لذت اور طہارت شرعی کے لیے ناگزیر ہے۔ شہر کا تعمیراتی مزاج اور فن تعمیر دروں بینی کا مظہر ہے اور یہ دروں بینی صرف شہر کی آب و ہوا اور سماجی تقاضوں سے پیدا نہیں ہوتی اس کا سبب اسلام کا روحانی تناظر ہے۔

گفتگو کے آخر میں شہر کی صناع دستی (Crafts) کا بھرپور ذکر تھا جن کی خصوصیت ہی یہ تھی کہ وہ مادی ضروریات کو پورا کرنے کے ساتھ نفس کو راحت و خوشی بھی فراہم کرتی تھیں اور اس کے بڑھ کر یہ کہ ان کے وسیلے سے ایک روحانی جہت کی راہ بھی باز ہوتی تھی۔ آرٹ کی ماہیت ہی یہ ہے کہ اس سے نفس کو خوشی اور لذت حاصل ہو لیکن ہر آرٹ ایک روحانی جہت کا حامل نہیں ہوتا" ۔ مراکش کے فنون و صناعات میں یہ روحانی جہت بہت نمایاں ہے اس کی اقلیدسی ہستیوں کی وجہ سے بھی اور کچھ اس وجہ سے بھی کہ اس کی اوضاع میں داعیات نفس کا غلبہ کم اور عقل و روح کے کائناتی اور ہمہ گیر اصول سے اتصال زیادہ ہے " (حوالے کے لیے دیکھیے) " تہتوس بورخارت فاس میں ۱۹۷۲ء تا ۱۹۷۷ء " مجلہ مطالعات , تقابل ادیان یاد گاری شمارہ جلد ۱۶ شمارہ ۱۔ ۲, ۱۹۸۴ء, صفحات ۵۷ ۔ ۶۱)

استاذ ابراہیم کی ایک اور تصنیف "اندلس میں اسلامی تمدن " بھی "فاس ۔ شہر اسلام " سے قریب تر ہے ۔ دوسری تمام تصانیف کی طرح یہ بھی حسن و صداقت کا مرقع ہے, علوم و فنون کا بیان ہے ۔ روحانیت اور اسلامی تمدن کی جلوہ نمائی ہے۔ مراکش میں اپنے قیام کے ابتدائی دور میں استاذ ابراہیم نے عربی زبان میں استعداد تام حاصل کر لی اور تصوف کی امہات الکتب کو اصل عربی میں خوب غور سے پڑھ کر سمجھا۔ یہ خزانے بعد کے سالوں میں دوسرے قارئین کے استفادے کے لیے بھی پیش کیے گئے اور استاذ ابراہیم نے شیخ اکبر محی الدین ابن عربی اور عبدالکریم الجیلی کی کتب کے منتخب تراجم کتابی شکل میں پیش کیے ۔ شیخ اکبر کو مغربی دنیا میں متعارف کروانے کے سلسلے میں استاذ ابراہیم کی خدمات بہت اہم ہیں ۔ (Inrtoduction) کا ذکر پہلے آ چکا ہے ۔ اب ہم ان کے ترجمہ فصوص الحکم کا ذکر کرتے ہیں جو Lasagesse Des Prophetes کے عنوان سے فرانسیسی میں سامنے آیا اور پھر اس کا انگریزی ترجمہ " حکمت انبیاء Wisdom of the Prophets کے نام سے چھپا۔ علم الکون سے دلچسپی کی وجہ سے استاذ ابراہیم نے شیخ اکبر پر ایک مختصر کتاب "ابن عربی کا عارفانہ علم الکون " کے نام سے بھی تصنیف کی ۔ نیز عبدالکریم جیلی کی الانسان الکامل کے انتخاب کا ترجمہ کیا اور اس پر

ایک لاجواب مقدمہ لکھا۔ ان تصانیف کی مدد سے ابن عربی اور ان کے مکتب فکر کی اساسیات کا تعارف ایک ایسی زبان اور اسلوب میں فراہم ہو گیا جس میں ماورا الطبیعیاتی مباحث کی سار بھی تھی اور وضوح و شکوہ بیان بھی۔ یہ اسلوب بیان پہلے پہل شیخ عبدالواحد یحییٰ کی تحریروں میں صورت پذیر ہوا پھر اسے شیخ عیسیٰ نورالدین نے حیران کن حد تک کمال تک پہنچایا اور اسی کو استاذ ابراہیم نے ابن عربی کی تعلیمات کو مغربی زبانوں میں بیان کرنے کے لیے بطریق احسن استعمال کیا۔

ان ترجموں کو پڑھئے تو استاذ ابراہیم کی تحریری کاوشوں کی معنویت و اہمیت کا صحیح اندازہ ہوتا ہے۔ وہ شیخ اکبر کے ماوراء الطبیعیاتی علوم کے دل تک اترے ہوئے تھے اور اس کے سہارے آج کی معاصر زبان میں ان کے ابلاغ پر دسترس رکھتے تھے اور ابلاغ اس طرح کرتے تھے کہ تصوف کی برکت اور تصوف کی روایت سے ان تحریروں کا رشتہ منقطع نہ ہونے پائے۔ ان کے تراجم اور شروح بیک وقت روایتی بھی ہیں اور نور دانش سے بہرہ ور بھی اور ان میں عام خشک اور مدرسانہ شرحوں کی خامیاں بھی مفقود ہیں۔

مناسب ہو گا کہ یہاں ایک یادداشت کا ذکر دیا جائے جو سید حسین نصر نے استاذ ابراہیم کو شیخ اکبر کے مزار پر مراقب دیکھ کر نوٹ کی تھی۔

"شیخ اکبر کے مزار کے سرہانے استاذ ابراہیم کو مراقب دیکھا، حضور حق میں مستغرق۔ الحق جو تمام ادیان کی ماوراء الطبیعیات کا ماخذ و منبع ہے اور تصوف کا بھی۔ حضور حق میں ان کا عجز خشوع و تذلل قابل دید تھا۔ اولیاء اللہ کے مقابر جیسے مقامات پر برکت خداوندی کے سبب حضور حق گویا کچھ زیادہ شفاف ہو جاتا ہے۔ یہ ایک راز ہے اللہ کا کہ ایسے مقامات دوسری عام جگہوں کے مقابلے میں نزول و برکات کا زیادہ مرجع بنتے ہیں۔ استاذ ابراہیم کو اس طرح دیکھ کر اندازہ ہوتا تھا کہ حکمت نظری یا تصوف کے کتابی علم اور اس کے تحقق کے مابین کتنا بڑی خلیج حائل ہے۔ بہت سے مصنفین شیخ اکبر کے بارے میں لکھتے ہیں اور اپنے آپ کو تصوف کے مستند لوگ بھی قرار دیتے ہیں تاہم تصوف کی حقیقت سے بہرہ اندوز نہیں ہوتے ان کے برعکس استاذ ابراہیم جس حقیقت کے بارے میں لکھتے تھے اسی میں جیتے بھی تھے۔ ان کی تحریروں میں جو غیر معمولی تنویر عقل تھی وہ روشنی جو ان متون کے قلب و مغز تک پہنچتی تھی جن کا استاذ ابراہیم مطالعہ کرتے اور اس روشنی سے ان متون کا مفہوم و محتوی پوری طرح واضح ہو جاتا تھا۔ یہ صرف ایسے شخص کے لیے ہی ممکن ہے جس کے لیے حق صرف ذہنی قبولیت کا نام نہ ہو بلکہ اس کے دماغ کے علاوہ حق کی رسائی اس کے اعماق قلب تک ہو اور اس کا پورا وجود شہادت حق کے مرتبے پر فائز ہو۔ شیخ اکبر کے مرقد پر استاذ ابراہیم کا جو روپ میں دیکھا وہ ایک خدا

دوست , صاحب روحانیت کا روپ تھا۔ ایک ایسا شخص جسے خدا نے غیر معمولی فراست عطا کی ہو, جس کی زندگی تقوی کے سانچے میں ڈھلی ہوئی ہو اور جس کا نفس الحق کی ضوءاور حضرت الہیہ کی برکت سے مزکی ہو چکا ہو۔ وہی الحق جس کا نظری و علمی مطالعہ اس کی تصانیف کا موضوع رہا"

شیخ اکبر کی تصانیف کے علاوہ استاذ ابراہیم نے اٹھارویں صدی کے مشہور مراکشی بزرگ شیخ مولائی العربی الدرقاوی کے خطوط کا بھی ترجمہ کیا تھا۔ "رقعات درقاویہ" مغربی تصوف کی اہم روحانی دستاویزات میں شمار ہوتے ہیں اور تصوف کے عملی پہلوؤں پر ان خطوط میں نہایت قابل قدر معلومات ملتی ہیں۔

سدی ابراہیم عزالدین اس دنیائے فانی کو چھوڑ کا عالم جاودانی کو جا چکے۔ وہ ہمارے درمیان نہیں رہے مگر ان کے آثار جو تحقیق علمی کے شاہکار ہیں آج بھی ان طالبان حق کو راہ دکھانے کے لیے موجود ہیں جو تصوف اور اسلامی تہذیب میں عمومی دلچسپی رکھتے ہیں یا وہ جو شیخ اکبر کی تعلیمات وافکار سے خاص طور پر واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ سچی بات یہ ہے کہ استاذ ابراہیم کے آثار علمی دنیائے جدید میں روایتی اسلام کی تعلیمات و عقاید کے خلاصے کی بہترین تعبیرات کہے جا سکتے ہیں

رحمتہ اللہ علیہ رحمتہ واسعہ

محمد سہیل عمر